REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۳ — شمارہ ۲۳

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۸ ذوالحجہ ۱۴۱۴ ہجری — ۹ احسان ۱۳۷۳ ہش — ۹ جون ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

ہالینڈ ۳ جون - (ایم - ٹی - اے)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ بخیر وعافیت سے ہیں۔ حضور انور نے احمدیہ مشن نن سپیٹ (ہالینڈ) میں مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ اور اجتماع سے قبل لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر ہو۔

آمین ٭

اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامتِ اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے ؎

بھلا ہُوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام ٭ جے ہوتے گھر اُونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی ذات بافندہ پر نظر کرکے شکر کرتا۔

پس انسان کو چاہیئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ مَیں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بُڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچا دے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

جس قدر نیک اخلاق ہیں تھوڑی سی کمی بیشی سے وہ بد اخلاقی میں بدل جاتے ہیں۔ اللہ جلّ شانہٗ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دُعا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۳۷-۴۳۸)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جون ۱۹۹۴ء بمقام مسجد بیت النور نن سپیٹ ہالینڈ

امام مہدی کے آنے کا بڑا مقصد یہ تھا کہ منتشر لوگوں کو پھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے منسلک کر دے

ایک ایک خُلقِ محمدی پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس قدر آپ پر چسپاں ہو رہی ہے!

از سیّدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نن سپیٹ (ایم - ٹی - اے)۔ حضور انور نے فرمایا آج سے مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ اور مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ اُڑیسہ (بھارت) کے سالانہ اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا ان ہر دو اجتماعات کو مدّنظر رکھتے ہوئے میں جو نصیحتیں کروں گا وہ صرف خدام اور اطفال سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ تمام دُنیا کے احمدی مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں سب سے یکساں تعلق رکھتی ہیں اور یہ وہی مضمون ہے جو میں اس سے پہلے خطبات میں ایک سلسلہ کے طور پر شروع کر چکا ہوں۔ یعنی اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے جمعیت کے طور پر تھام لو۔ یعنی ایک ایک کرکے نہیں بلکہ اجتماعی طور پر تھام لو۔

اس مضمون کو سمجھانے کے لئے حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ابتداء میں سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۰۴ "وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ○" کی تلاوت فرمائی۔

حضور نے فرمایا میں خصوصیّت سے اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسّی کو الگ الگ تھامنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ مل کر اللہ کی رسّی کو تھامنے کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا۔ یعنی اکٹھے ہو کر، مل کر، ایک ہو کر اللہ کی رسّی کو تھامو۔ حضور نے فرمایا اس میں ان لوگوں کے اعتراض کا جواب بھی مل جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم جب خود اپنے طور پر اچھے مسلمان ہیں اور قرآنِ کریم پر مضبوطی سے ہاتھ ڈالا ہوا ہے تو ہمیں کسی اور جماعت کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب قرآن مجید کی یہ آیت دے رہی ہے کہ انفرادی طور پر کتاب اللہ پر ہاتھ ڈالنا کافی نہیں بلکہ جمعیت کے طور پر ہاتھ ڈالنا ہوگا تاکہ خدا کی وحدانیت کا وجود اس دنیا میں بھی ظاہر ہو کہ جس طرح وہ ایک ہے اس کے ماننے والے بھی ایک ہو جائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حبل اللہ کو تھامنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے رابطے بڑھائیں۔ ایک رابطہ کافی نہیں۔ ایک رابطہ ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور پھر ایمان کے رابطے کے بعد نئے رابطوں کے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سچ بولنے والوں

(باقی دیکھئے صفحہ ۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹ر احسان ۱۳۷۳ہش

قابلِ احترام ریلوے منسٹر کے نام !

انڈسٹریل ٹاؤن بٹالہ کے سرکردہ شہریوں کی جانب سے ہمیں اُس عرضداشت کی نقل موصول ہوئی ہے جو انہوں نے عزت مآب ریلوے منسٹر سی۔ کے جعفر شریف کے نام ارسال کی ہے۔ اس عرضداشت میں بٹالہ کے میونسپل کمشنر صاحبان، فیکٹریوں کے مالکان اور دیگر معززین شہر کے دستخط ثبت ہیں۔

درخواست یہ کی گئی ہے کہ بٹالہ ایک صنعتی شہر ہے۔ جہاں زراعت اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی مشینری تیار ہوتی ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ ہندوستان کے دوسرے صُوبوں کو یہاں سے تیار شدہ مال سپلائی کیا جاتا ہے بلکہ غیر ممالک میں بھی بھجوایا جاتا ہے۔ باوجودیکہ اس شہر کی صنعتی خدمات ایک عرصہ سے جاری ہیں، تقسیمِ ملک کے بعد سے اب تک اس کی سہولیات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ پارٹیشن سے قبل ۱۹۲۷ء میں قادیان سے بیاس تک ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ تھا۔ کام بھی شروع ہو چکا تھا۔ لیکن بعض وجوہات کی بناء پر صرف قادیان تک ہی یہ لائن پہنچ سکی۔ پھر ملکی تقسیم کے باعث یہ کام ادھورا رہ گیا۔ اگر کہیں اُس وقت یہ کام مکمل ہو جاتا اور بیاس تک یہ لائن بچھ جاتی تو آج صنعتی شہر بٹالہ میل لائن پر ہوتا۔ درخواست میں مزید کہا گیا ہے کہ قادیان سے بیاس تک ریلوے لائن بچھائی جائے تاکہ صنعتی شہر بٹالہ بیاس ریلوے اسٹیشن سے منسلک ہو جائے۔ اس طرح میل گاڑیاں بیاس، قادیان اور بٹالہ سے ہوتی ہوئی امرتسر تک جا سکیں گی۔

جہاں تک بٹالہ کے شہریوں کی مذکورہ درخواست کا تعلق ہے یہ بالکل حق بجانب اور درست ہے۔ اور اس آواز میں نہ صرف بٹالہ بلکہ اس کے اردگرد کے شہروں اور مواضعات کے باشندوں کی آواز بھی شامل ہے۔ اور پھر اس سے ان لوگوں کو بھی فائدہ ہو گا جو دُور دراز علاقوں سے اور ہندوستان کے مختلف صُوبوں سے اس شہر کی صنعت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے آتے ہیں۔ قادیان سے بیاس اسٹیشن تک کا فاصلہ براستہ سری ہرگوبندپور صرف چند میلوں پر مشتمل ہے۔ اور یہ کوئی ایسا فاصلہ نہیں جس پر ریلوے لائن بچھانا حکومت کے لئے ناممکن ہو۔ بلکہ یقینِ کامل ہے کہ اِس منصوبے کی تکمیل پر خرچ کی گئی رقم سے کہیں بڑھ کر آمد ہو گی۔ ساتھ ساتھ نہ صرف بٹالہ بلکہ دیگر قصبہ جات بھی ترقیات کی نئی منازل طے کرنے لگیں گے۔ ممکن ہے قادیان میں بھی مختلف النوع فیکٹریاں لگیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض حالات کے باعث گزشتہ کئی سالوں سے پنجاب کی ترقی کی رفتار تقریباً رُک چکی تھی۔ یہاں کے حالات کے باعث لوگ اپنے کاروبار کو سرحدی اضلاع میں لگانے سے گریز کرتے رہے ہیں۔ اور بعض تو اپنی فیکٹریوں کو دیگر صُوبہ جات میں منتقل بھی کر چکے ہیں۔ پہلے سے موجود کاروبار کے تخفیف میں آجاتے اور نئی فیکٹریوں کے نہ کھلنے کے باعث اکثر نوجوان بے روزگار ہو کر منفی سوچوں میں مبتلا ہو گئے۔ اس سے جہاں بے روزگاری بڑھی وہاں وہ کچھ بھی ہوا جو گزشتہ کئی سالوں سے بدقسمت اہلِ پنجاب کو دیکھنے کو ملا۔ اب جبکہ حالات بھی بدل گئے ہیں، اس درخواست پر فوری عملدرآمد ہونا چاہیئے تاکہ کاروبار کی سہولت کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے مفید کاموں میں مصروف ہونے کے باعث امن و امان کا مسئلہ بھی پہلے کی طرح تشویشناک صُورت اختیار نہ کر جائے۔

دُوسرا بڑا فائدہ اس میل لائن سے یہ بھی ہو گا کہ اس سے قادیان جیسا عظیم شہر بھی میل لائن پر آجائے گا۔ قادیان اِس وقت دُنیا بھر کے ایک سو چالیس ممالک میں بسنے والے احمدیوں کا مقدس مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے دِلوں کی دھڑکن بھی ہے۔ اور جہاں ہر سال دُنیا بھر سے اور ہندوستان کے کونے کونے سے زائرین جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے ہیں۔ ہر سال ہی حکومت کی مہربانیوں سے جلسہ کے دنوں میں امرتسر سے قادیان لوکل ٹرین ایک سے زائد مرتبہ چلادی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ سہولت تو ہے لیکن ہندوستان کے دُور دراز صُوبوں سے آنے والے زائرین کو اگر ان دِنوں سیدھے قادیان تک آمد کی سہولت مِل جاتے تو ہزاروں مُسافر سفر کی صعوبتوں سے کسی قدر راحت حاصل کر لیں گے۔ اس کے نتیجہ میں جہاں مہمانوں کو سہولت حاصل ہو گی وہاں بین الاقوامی طور پر یہ بات حکومت کے لئے نیک نامی کا باعث بھی ہو گی۔ اور اس سے ان لوگوں کو بھی فائدہ حاصل ہو گا جو بٹالہ، قادیان اور ان کے مواضعات سے ہو کر رادھا سوامی کی یاترا پر جانا چاہیں گے۔

اس تعلق میں جماعتِ احمدیہ کی انتظامیہ کی جانب سے عرصہ سے کوششیں جاری ہیں۔ چنانچہ ۱۹۸۳ء میں سابق وزیر ریلوے غنی خان چوہدری کے زمانہ میں ممبر پارلیمنٹ مسٹر آر۔ ایل بھاٹیہ (موجودہ وزیرِ خارجہ حکومتِ ہند) اور مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر اُمورِ عامہ (SECRETARY FOR GENERAL AFFAIRS) کی جانب سے یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا۔ لیکن اس وقت فنڈز کی کمی کے باعث یہ مفید عام کام سرے نہ چڑھ سکا تھا۔ نتیجہ یہ ہے کہ تقسیمِ ملک کے باعث التواء میں پڑا ہُوا کام آج کم و بیش نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی التواء میں ہے جبکہ حالات بدل گئے، ملک کی آبادی میں پہلے سے کئی گُنا اضافہ ہو گیا اور قومی وسائل میں وسعت آگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ تقسیمِ ملک کے بعد ہندوستان میں کئی جگہوں پر ریلوے لائنیں بچھائی گئیں جن پر انڈین ریلوے دِن رات خدمت میں مصروف ہیں۔ لیکن تقسیمِ مُلک کی مار کھانے والا یہ سرحدی ٹکڑا آج بھی وہیں ہے جہاں تقسیمِ مُلک کے وقت کھڑا تھا۔

اُمید ہے حکومتِ ہند بالخصوص ریلوے حکام اسی طرح حکومتِ پنجاب، دُنیا بھر کے ایک سو چالیس ممالک کے احمدیوں، معززین بٹالہ اور رادھا سوامی کے لاکھوں پیروکاروں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اور صنعت و حرفت کی ترقی کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے روزگار کے مسئلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اِس کثیر المقاصد قومی فوائد کے حامل منصوبہ پر عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے گی ٭

(منیر احمد خادم)

جب سے سانسوں میں بس گیا ہے تُو
نیند طاری ہے یاد پر پھر بھی
جس طرف جس قدر چلا جاؤں
فرطِ حیرت سے کُھل گئیں آنکھیں
اِس تصوّر میں ہے دِلِ خوش فہم
کی عجب طرز سے مسیحائی!
یاد کی شب گزیدہ راہوں پر
کم سُخن تیری خاموشی کو سلام
تیری چاہت کے راستے ہیں طویل

زندہ رہنے کا حوصلہ ہے تُو!
میری راتوں میں جاگتا ہے تُو
ہر مسافر کی انتہا ہے تُو
خواب میں بھی اگر مِلا ہے تُو
میرے بارے میں سوچتا ہے تُو
رنگ زخموں میں بھر گیا ہے تُو
اِک چراغوں کا سلسلہ ہے تُو
میری غزلوں میں بولتا ہے تُو
مجھ سے مجھ تک کا فاصلہ ہے تُو

اپنے اندر تلاش کر آصفؔ
جس کو دُنیا میں ڈھونڈتا ہے تُو

(آصف محمود باسط۔ ربوہ۔ پاکستان)

ولادت

الحمد للہ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب نائب ایڈیٹر و مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۹۴ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی تحریک وقفِ نَو کے تحت وقف ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت بچی کا نام "نائلہ نسیم" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم محمد سیف خان صاحب عُرف بابو خان صاحب صدر جماعت احمدیہ سمور (یو۔پی) کی پوتی اور مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب منڈاشی آف بھدرواہ (کشمیر) کی نواسی ہے۔

احبابِ کرام سے زچّہ و بچّی کی صحت و سلامتی، درازیٔ عُمر نیز بچّی کے نیک، خادمہ دین اور خاندان کے لیے قرۃ العین بننے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

خوشی کے اِس موقع پر ادارہ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب اور اہلِ خاندان کو مُبارکباد پیش کرتا ہے۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

تمام مذاہب کا آخری مقصد اللہ سے بندے کی محبت پیدا کرنا ہے

ایسا انسان جو اللہ سے محبت کرنے لگے وہ اس کی مخلوق سے لازماً محبت کرتا ہے!

PEACE کی حقیقت یہی ہے کہ ایک انسان دوسرے بندوں کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ اپنی اولاد ہوں

ذکر الٰہی کے تسلسل میں حضرت امیر المومنین کے خطبہ جمعہ کی آخری قسط — فرمودہ یکم شہادت (اپریل) ۱۳۷۳ ہش ۱۹۹۴ء بمقام مسجد بیت النور ننسپیت ہالینڈ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

(سورۃ الزمر آیات ۲۳ تا ۲۴)

پھر فرمایا:-

ان آیات کا ترجمہ اور اس مضمون سے متعلق کچھ تشریح کرنے سے پہلے میں چند اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ آج بھی دنیا بھر میں مختلف جگہوں پر کچھ اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں، کچھ جلسے ہو رہے ہیں اور کچھ اور مختلف نوع کی کلاسز جاری ہیں مثلاً جرمنی میں اس وقت بوزنین نو احمدیوں کی ایک تربیتی کلاس کا انعقاد ہو رہا ہے اور اللہ کے فضل کے ساتھ وہاں کثرت کے ساتھ نئے شامل ہونے والے بوزنین مسلمانوں کی تربیت کے ہر سطح پر انتظام مسلسل جاری ہیں اور یہ کلاس جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ بھی ان انتظامات کا ایک حصہ ہے۔ پھر قیادت ضلع جہلم کے زیر اہتمام خدام و اطفال کا سالانہ اجتماع ہے جو اکتیس مارچ سے شروع ہو کر آج یعنی یکم اپریل کو اختتام پذیر ہو گا۔ جماعت احمدیہ نجی کا جلسہ سالانہ اور یوم مسیح موعود اور صد سالہ جشن تشکر درباره پیشگوئی کسوف و خسوف کے پروگرام ۳۱ مارچ سے شروع ہیں اور بروز ہفتہ یعنی کل اختتام کو پہنچیں گے۔ جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کا انیسواں جلسہ سالانہ آج یکم اپریل سے شروع ہو رہا ہے اس جلسے میں ہمیشہ گیمبیا کے مختلف وزراء اور دیگر معززین شرکت فرماتے ہیں اور جماعت کے پروگراموں میں بعض دفعہ سربراہ سلطنت بھی بنفس نفیس تشریف لا کر رونق بخشتے ہیں ان کی توقع ہے کہ اس جلسے پر بھی مختلف معززین، ہر طبقۂ فکر سے تعلق رکھنے والے اور سیاست کے علاوہ دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے معززین بھی شامل ہوں گے اور ان کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ پیغام دیا جائے۔

حضرمی پیغام تو ان کے نام میرا یہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ بہت ہی بڑے حوصلے کا سلوک فرمایا ہے اور باوجود اس کے کہ ہم جانتے ہیں کہ مختلف طاقتور ممالک سے کوششیں کی گئیں کہ آپ احمدیت سے اپنا رویہ تبدیل کر دیں لیکن ہمارے کہنے میں نہیں بلکہ ہمارے کہنے کے بغیر از خود آپ نے انسانی قدروں کو بلند رکھا اور ہمیشہ ان کو یہی جواب دیا کہ یہ لوگ خدمت کر رہے ہیں۔ خدمت دین بھی کر رہے ہیں، ملک کی بھی خدمت کر رہے ہیں۔ ہم باہر سے کوئی مدد لے کر ان نیکوں اور محسنوں کے ساتھ بدسلوکی نہیں کر سکتے اس لئے جو چاہیں آپ اپنا رویہ اختیار کریں۔ یہ ہماری عزت اور وقار اور اپنی قدروں کے خلاف ہے کہ وہ لوگ جو یہاں خدمت کے لئے آئے اور ہمیشہ بڑے خلوص کے ساتھ خدمت کی ہے ان سے لوگوں کے کہنے میں یا لوگوں کے دئے ہوئے پیسے کے لالچ میں آ کر بدسلوکی شروع کر دیں۔ یہ ہم سے نہیں ہو گا اس وعدے پر وہ مسلسل قائم رہے۔ ضیاء کے دور میں بھی میں جانتا ہوں کہ براہ راست کوشش کی گئی لیکن گیمبیا کے معززین نے اپنے موقف میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی اور اب تو وہ دور وہ زمانے لد گئے اور حالات بدل چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گیمبیا میں قبولیت عام کی سند حاصل ہو چکی ہے اس لئے میں ان سب بزرگوں کا جو اس اجلاس میں شامل ہوئے ہیں۔ اس پس منظر میں ساری دنیا کی جماعتوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو پس منظر میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ملک کو ہمیشہ ترقی کی اعلیٰ منازل پر جاری و ساری رکھے گا اور جماعت احمدیہ ہمیشہ پوری وفا کے ساتھ ان کی خدمت کے تمام تقاضے پوری کرتی رہے گی اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو برکت دے اور جماعت احمدیہ کے لئے یہ اجتماع آئندہ سال کے لئے مزید برکات پیچھے چھوڑ جائے۔

باقی اس کے علاوہ بھی ہیں کچھ ساؤتھ انڈین جماعتوں کے ریجنل اجتماع کی خبر ملی ہے۔ مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی کا پندرھواں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے اور ساؤتھ انڈین جماعتوں کے اجتماع میں بتایا گیا ہے کہ کثرت کے ساتھ غیر از جماعت دوست شریک ہوں گے اور مضمون ہو گا ISLAM THE RELIGION OF PEACE یعنی اسلام امن کا مذہب ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کا جلسہ سالانہ بھی آج یکم اپریل سے شروع ہو رہا ہے تین اپریل تک جاری رہے گا اور جماعت جرمنی کی مختلف کلاسز کا میں ذکر کر چکا ہوں جو کہ بوزنین کے سلسلے میں ہیں۔

ان سب کو میرا واحد پیغام یہی ہے جو سب کے لئے برابر اہمیت رکھتا ہے کہ ذکر الٰہی کے جس موضوع پر میں ایک عرصے سے خطاب کر چکا ہوں اور یہ اسی کی غالباً آخری کڑی ہے اس پر پورا دھیان دیں اور غور کریں اور اس حقیقت کو دل نشین کر لیں کہ تمام مذاہب کا آخری مقصد اللہ سے بندے کی محبت پیدا کرنا ہے اور اسی سچی محبت کا ایک اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا انسان جو اللہ سے

محبت کرنے لگے وہ اس کی مخلوق سے لازماً محبت کرتا ہے اور اسی کا نام PEACE ہے۔ تمام عالم میں امن کے لئے مختلف کوششیں ہو رہی ہیں مختلف دعاوی جاری ہیں کہا جاتا ہے کہ اب امریکہ دنیا میں امن کی کوشش کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ چین سے وہ لوگ اٹھیں گے جو دنیا میں امن قائم کریں گے۔ کبھی مشرق والے دعوے کرتے ہیں کبھی مغرب والے مگر حقیقت یہ ہے کہ امن کی حقیقت کو سمجھے بغیر اور سمجھائے بغیر نہ وہ امن قائم کرنے کی صلاحیت حاصل کر سکتے ہیں نہ دنیا کو اطمینان دلا سکتے ہیں کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور امن کی راہ اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں ہے کہ انسان اپنے خالق کے ساتھ امن میں آجائے خالق کے ساتھ امن کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ جب انسان خالق کے مزاج کے رنگ اختیار کرنا شروع کرے دنیا ہی بننے کی کوشش کرے وہ ادائیں اپنا لے جو ادائیں خالق کو پسند ہیں ان اداؤں سے دور بھاگے جن کو خالق نفرت سے دیکھتا ہے اگر ایسا ہو تو مخلوق اور خالق کے درمیان یہ سنگم ہے۔ یہ رشتہ ہے جو دونوں کو ایک دوسرے کے قریب تر کرتا چلا جاتا ہے اور یہ سفر ہمیشہ کے لئے جاری ہے اس کا کوئی آخری مقام نہیں اور اس سفر میں اگرچہ رُخ خالق کی طرف ہوتا ہے مگر خالق کا رُخ چونکہ مخلوق کے ساتھ احسان اور بے انتہا رحم و کرم کے سلوک کا رُخ ہے اس لئے خالق کے اندر جا کر پھر مخلوق دکھائی دینے لگتی ہے اور خالق کا جو تعلق مخلوق سے ہے وہی تعلق خالق سے تعلق باندھنے والا اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور اگر خالق کی نظر سے کوئی مخلوق کو دیکھنے لگے تو اس سے مخلوق کے لئے کسی شر کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے اللہ اپنے بندوں کے لئے شر پیدا کر رہا ہو تو یہ دو ٹوک بات ہے دو نکاتی بات ہے جس کو سمجھنے کے بعد کوئی ذی شعور انسان اس کے انکار کی جراٴت ہی نہیں کر سکتا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ PEACE کی حقیقت کیا ہے؟ یہی ہے کہ ایک انسان دوسرے بندوں کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ اپنی اولاد ہوں، اپنے پیارے ہوں اور اللہ کے ساتھ ایسی محبت کرے کہ اس کے پیارے بن جائیں خدا اپنی مخلوق کو شر کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ خدا اپنی مخلوق کی بھلائی چاہتا ہے۔ پس لازماً ایسے بندے پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ میں انسان کے وجود کا کھویا جانا ضروری ہے اور یہ وہ مقام ہے جو ذکر الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کے نتیجے میں انسان خالق کے مزاج کو سمجھتا ہے وہ کیا چاہتا ہے کیا پسند نہیں فرماتا؟ ان باتوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں ذکر کے ساتھ انسان کے اندر ایک دل بدل برپا ہونے والا انقلاب برپا ہونا شروع ہو جاتا ہے اس کے اندر تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس ہر وہ ذکر جو تسبیح کے دانوں تک محدود رہے، انگلیاں اس پر پھرتی رہیں لیکن انسان کے وجود میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو وہ ذکر الٰہی نہیں ہے وہ ذکر نفس ہو سکتا ہے کوئی اور شیطانی ذکر ہو سکتا ہے مگر اس کا نام اللہ کا ذکر رکھنا گناہ ہے۔

ذکر الٰہی اندرونی تبدیلیاں پیدا کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ کا ذکر ہو اور دل میں شیطانی وساوس ہوں اللہ کا ذکر ہو اور دارشتہ ہو رہے ہیں بنی نوع انسان کے خلاف ظلم کے منصوبے چلائے جا رہے ہوں اللہ کے ذکر میں تسبیح پر انگلیاں پھر رہی ہوں اور ذہن میں سیاسی چالیں ہوں۔ یہ ہو کہ جب ہم اوپر آئیں گے تو بنی نوع انسان سے یہ کچھ کریں گے یہ ذکر نہیں ہے یہ دھوکا ہے ذکر وہی ہے جو خون کے اندر جاری ہونے لگے جو دل کے اندر دھڑکنے لگ جائے جو دماغ کی سوچیں بن جائے یہ وہ ذکر الٰہی ہے جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں اگر آپ یہ ذکر کریں اور اس ذکر کو جاری رکھیں تو تمام بنی نوع انسان کے لئے آپ کے دل سے محبت

کے چشمے پھوٹیں گے، آپ ان کو اس طرح دیکھیں گے جیسے خالق پیار کی نظر سے اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ ان کی ایسے بھلائی چاہیں گے جیسے خالق اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے اس بھلائی چاہنے میں آپ کو مخالفت کا بھی سامنا ہوگا اور یہ وہ مضمون ہے جسے میں آپ کے دلوں میں جاگزیں کرنا چاہتا ہوں

> **جو شخص ذکر الٰہی میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں۔**

اللہ جب کبھی بنی نوع انسان سے بھلائی کے تقاضے کرتا ہے تو اس کی ضرور مخالفت ہوتی ہے۔ اس مخلوق سے محبت کرتا ہے جو اس سے دور بھاگ رہی ہوتی ہے پس آپ کے لئے وہ مخلوق اپنے شیوے تو تبدیل نہیں کرے گی اس کے تو وہی لچھن ہوں گے جو ہمیشہ سے اپنے خالق کے مقابل پر اس نے اختیار کئے رکھے اور جب اللہ کی طرف سے اس کے پاک بندے رسول بنا کر بھیجے جاتے ہیں تو ان سے جو سلوک ہوتا ہے وہ اللہ ہی سے سلوک ہوتا ہے پس مخلوق سے تعلق آسان نہیں ہے۔ خالق سے تعلق بہت آسان ہے لیکن یہ تعلق جب مخلوق کے تعلق میں ڈھلتا ہے تو طرح طرح کے دکھ اسی راہ میں اٹھانے پڑتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر قرآن کریم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دکھ پر نظر کرتے فرماتا ہے (یعنی اللہ فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے) کہ یہ ظالم تجھے دکھ نہیں دے رہے یہ تو اللہ کو دکھ دیتے پھرتے ہیں مراد یہ ہے کہ اصل مقصد ان کا اللہ کی دشمنی ہے تو چونکہ خدا کا نمائندہ بن چکا ہے یعنی میری طرف سے بنا دیا گیا ہے اس لئے خدا کی دشمنی تیری دشمنی کے بغیر الگ ممکن ہی نہیں رہی۔ پس ذکر الٰہی آپ کو جن راہوں کی طرف بلا رہا ہے اس میں ایک راہ آسان ہے کیونکہ وہ محبت کی راہ ہے اس راہ سے اللہ ملے گا اگر وہ محبت کی راہ ہی رہے جس راہ پہ وہ راہ آپ کو ڈالے گی وہ غیر کی طرف سے دشمنی کی راہ ہے اور آپ کی محبت کی آزمائش کی راہ ہے۔ اس محبت کی آزمائش کی راہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس طرح سفر کیا کہ اپنے دکھ دینے والوں کے لئے اس غم میں اپنے آپ کو ہلکان کرتے رہے کہ یہ ظالم ہلاک نہ ہو جائیں۔ پس یہ ہے وہ خالق اور مخلوق کے تعلق کا تصور جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اپنے خالق سے تعلق اور اس کے بعد خدا کی مخلوق سے تعلق کی صورت میں ہمارے سامنے ظاہر ہوا ہے۔ اس ضمن میں یہ تمام میرے خطبات ہیں کہ ذکر الٰہی اختیار کرو۔ ذکر الٰہی آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کے رستے آسان کرے گا اور خدا تعالیٰ کی طرف پہنچنے کی ایک صراط مستقیم ہے لیکن اس صراط مستقیم کو بہت سے رستے آ کر ملتے ہیں۔ جن رستوں سے آپ صراط مستقیم تک پہنچیں اگر وہ ایک سے زیادہ رستے ہیں تو آپ کے لئے وہ صراط وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے اگر وہ ایک دو رستے ہیں تو وہ صراط مستقیم آپ کے لئے تنگ رہے گی تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

یہاں ایک صراط کی بات نہیں فرما رہا۔ فرماتا ہے جو لوگ بھی ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کی بہت سی راہیں دکھاتے ہیں۔ پس ذکر کی ہر راہ وہ راہ ہے جو خدا نے ہمیں اپنی طرف آنے کے لئے دکھا دی ہے۔ بتایا ہے کہ ان راہوں پر چلو گے تو صراط مستقیم میں آ ملو گے اور جتنی زیادہ یہ راہیں اختیار کرو گے اتنی تمہاری صراط مستقیم وسیع تر ہوتی چلی جائے گی اور انعام

پانے والوں کا رستہ بنتی چلی جائے گی۔

اب میں ان آیات کی مزید تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو میں نے تلاوت کی تھیں

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے خود اسلام کے لئے کھول دیا ہو فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور یافتہ ہو ایک نور پر قائم ہو اُس کا مقابلہ کسی اور سے کر سکتے ہو کیا دنیا میں ایسا بھی کوئی اور ہے جو اس جیسا بن کے دکھا دے۔ یہ ایک اعلان عام۔ ایک صلائے عام اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ بننا ہے تو اس جیسا بن کے دکھاؤ اس کے سوا ہر راہ ہلاکت کی راہ ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ

محمد مصطفیٰ ؐ کی شریعت سے باہر ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے

یہی محفوظ مقام ہے اس کے سوا کوئی محفوظ مقام نہیں۔ اس کے برعکس کیا مقام ہے؟

فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

درمیان کی کوئی راہ نہیں بتائی گئی۔ ایک طرف وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہ نور پر قائم ہیں اور سوال اُٹھا کر کوئی جواب بھی نہیں دیا گیا تو ظاہر و باہر بات ہے کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہی وہ خدا کے بندے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں لیکن ان کے مقابل پر جو لوگ رکھے فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ ہلاکت ہو، لعنت ہو ان بدنصیب پتھر دلوں پر جن کے دل سخت ہو چکے ہیں مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اس کے دو معانی خصوصیت کے ساتھ آپ کے پیش نظر رہنے چاہئیں ایک وہ دل جو خدا کا ذکر سنتے ہیں اور نرم پڑنے کی بجائے سخت ہوتے چلے جاتے ہیں طبیعت ان کی گھبراتی ہے کہتے ہیں کیا بات لے بیٹھے ہیں چھوڑو کوئی اور بات کرو۔ خدا کی باتیں بھی اس زمانے میں بھلا چل سکتی ہیں کوئی دلچسپی کی بات کرو۔ کوئی نشے کی بات کرو، کچھ کھیلنے کودنے کی بات کرو کچھ نمائشوں کے قصے چلیں۔ دنیا کی لذتوں کی باتیں ہوں تو بات بھی بنے۔ یہ خدا کی باتیں تم کیا لے بیٹھے ہو۔ ایسے لوگ ہیں جو جب یہ ذکر سنتے ہیں ذکرِ الٰہی کا تو ان کے دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں پتھر بنتے جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ کہ وہ بدنصیب ایسے پتھر ہیں کہ اللہ کے ذکر کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی وہ ذکر کرنے سے محروم لوگ ہیں ایک سنتے ہیں اور بدکتے ہیں اور مزید سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سخت ہو چکے ہیں اور ذکر اللہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے ان دونوں معنوں میں آیت ایسے لوگوں پر لعنت بھیج رہی ہے اور ان کی ہلاکت کی خبر دے رہی ہے اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

اب یاد رکھیں کہ جو لوگ ذکرِ الٰہی سے غافل رہتے ہیں ان کی یہی منزل ہے جو بیان کی گئی ہے کوئی شخص جو ذکر الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ اپنے مقام پر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں اور ایسا شخص جو ذکر الٰہی میں لذت نہیں پاتا اس کے دل کو کوئی اور چیز سنبھال نہیں سکتی کیونکہ وہ لذت کے بغیر اپنے دل کو چھوڑ نہیں سکتا اس لئے خدا کی بجائے دنیا کی لذتیں دن بدن رفتہ رفتہ اس کے دل پر قابض ہوتی چلی جاتی ہیں پس یہ بہت ہی خطرناک مقام ہے۔ سمجھنا چاہئے بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے

یہ نہیں کہ ذکر الٰہی نہ بھی کرو تو گزارہ ہو جائے گا کم سے کم ہم سخت دل تو نہیں ہیں۔ فرمایا یہ ذکر کرنے والے ہیں یا سخت دل ہیں بیچ میں تو کوئی وجود ہی اور نہیں ہے جو ذکر نہیں کرے گا اس نے لازماً سخت دل ہو جانا ہے۔ پس اس کے خلاف تنبیہ کی گئی ہے پھر اللہ فرماتا ہے

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ

اللہ وہ ہے نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر سب باتوں سے زیادہ پیاری بات اُتاری ہے جو کلام اس رسول کے دل پر اُترا ہے ہر کلام سے زیادہ خوبصورت ہے۔ یہ کیا کلام ہے؟ فرماتا ہے کتاباً یہ لکھا ہوا کلام ہے جسے تم کتاب کی صورت میں دیکھتے ہو اور یہ باتیں کیسی ہیں "مُتَشَابِھًا مَّثَانِیَ" ایک دوسرے سے اپنے حسن میں ملتی جلتی باتیں بھی ہیں اور ایسی بھی ہیں کہ ویسی ہی باتیں اس کتاب میں اور بھی دیکھتے ہو یعنی متشابہ آیات ہیں اور بہت خوبصورت ہیں اور جوڑے جوڑے ہیں ایک حسن تم یہاں دیکھتے ہو اس حسن سے ملتا جلتا ایک اور جوڑا بھی تمہیں دوسری طرف دکھائی دے گا اور قرآن کریم کو پڑھنے والے جانتے ہیں ہر انسان جو محبت اور تعلق سے قرآن کو پڑھتا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ ہر قرآنی مضمون جو خوبصورتی کے ساتھ بیان ہوا ہے وہی مضمون ایک اور آیت میں بھی اسی طرح خوبصورتی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ لیکن ملتی جلتی ہیں بعینہٖ وہ بات نہیں کوئی فرق ہے جو یہاں نہیں ملتا وہاں مل جائے گا کوئی چیز وہاں نہیں ملی تو پہلی میں مل جائے گی تو جوڑے جوڑے چلتے ہیں ایک دوسرے کو تقویت بھی دیتے ہیں اور حسن کے بعض پہلوؤں پر ایک آیت بڑی نمایاں روشنی ڈال رہی ہے۔ بعض دوسرے پہلوؤں پر ایک اور آیت بڑی نمایاں روشنی ڈال رہی ہے تو فرمایا اس میں "مثانی" ہیں اور "مثانی" کا ایک معنی ہیں بہت اعلیٰ درجہ کی، بہت ہی بلند مرتبہ تو یہ تعریف بھی اس کے ساتھ ہی اس کی ہو گئی۔ فرمایا اس سے ہوتا کیا ہے "تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ"

زندگی کی ایک ہی راہ ہے وہ ذکر الٰہی کی راہ ہے

ان سے ان آیات کے نتیجہ میں جو جوڑا جوڑا ہیں دہرے اثر دکھانے والی آیات ہیں ایک اثر تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سننے والے جو خدا سے ڈرتے ہیں ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ "جلود کے تقشعر" کا مطلب ہے کہ ان کی جلدیں متحرک ہو جاتی ہیں رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان میں ایک CREEPING MOVEMENT جس طرح ایک لہر سی دوڑ رہی ہے ایسی لہریں ان کی جلدوں پر دوڑنے لگتی ہیں ـــ "ثم تلین جلودھم"

یہ جوڑا جوڑا آیات ایک اور اثر بھی لاتی ہیں۔ ایک طرف خشیت کا یہ عالم ہے کہ ساری جلد پر جھرجھری پیدا ہو جاتی ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف اس کے بعد وہ جلدیں پگھل جاتی ہیں۔ نرم پڑ جاتی ہیں اپنے خدا کے حضور پگھل کر بہنے لگتی ہیں اور دل ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔

جلودھم وقلوبھم الٰی ذکر اللّٰہ

ان کی جلدیں بھی اور ان کے دل بھی خدا کے ذکر میں بہنے لگتے ہیں ان کی طرف متحرک ہو جاتے ہیں کتنا حسین کلام ہے۔ اثر باہر سے اندر داخل ہوتا ہے اور وہ لوگ جو سخت دل ہیں ان کی جلدیں بھی سخت ہوتی ہیں وہ اچھی بات کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے وہ جلدیں ہی باہر باہر پیغام کو روک دیتی ہیں۔

لیکن یہ خدا کے مومن بندے ایسے ہیں جو خدا کے کلام کو سنتے ہیں تو پہلے تو ان کی جلدوں پر ایک زلزلہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جذبات کی شدت میں واقعۃً انسان پر جھرجھری طاری ہوتی ہے اور اس کے بعد پھر دل کلیتہً نرم ہو کے خدا کی راہوں میں بچھ جاتا ہے اور یہ باہر سے اثر شروع ہوتا ہے اندر تک، گہرے دل کے اندر داخل ہو کر اس کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے فرمایا "اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہ" کس طرف حرکت کرتے ہیں اللہ کے ذکر کی طرف ان کا باہر کبھی ذکر الٰہی بن جاتا ہے اور ان کا اندر بھی ذکر الٰہی بن جاتا ہے اور ذکر الٰہی ان کے چہروں پر اپنے اثر دکھاتا ہے وہاں سے اثر شروع ہو کر دلوں کی گہرائی تک پہنچتا ہے۔

ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ
مَنْ یَّشَاءُ۔

یہ ہے اللہ کی ہدایت جسے چاہتا ہے وہ عطا فرماتا ہے۔ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ ہاں جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے اس کو پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اب یہاں بھی پہلی آیت کے نقشے کو دوبارہ آپ کے سامنے اُجالا ہے دوبارہ اسی مضمون کو اسی ترتیب سے پیش فرمایا ہے۔ فرمایا یا تو وہ لوگ ہیں جن کا دل خدا کے ذکر کے لئے کھل چکا ہے اسلام کے لئے کھل چکا ہے اور یا وہ لوگ ہیں فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ تو ان دونوں کے درمیان تیسری راہ نہیں تم نے اگر پہلی راہ کو اختیار کرنا ہے تو کیسے کرو۔ فرمایا پہلے تو خوفِ الٰہی سے یہ راہ آسان ہوگی۔ اللہ کا خوف ہو تو یہ آیات جو غیر معمولی اثر رکھتی ہیں یہ خود تمہارے اندر انقلاب برپا کر دیں گی اور دوسرے یہ کہ آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھو جسے اللہ چاہے ان لوگوں میں سے بنا دے جن کے متعلق فرمایا۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ جن کا دل اللہ نے اسلام کے لئے کھولا ہے اور جن کو چاہے ان بدبختوں میں سے بنا دے جن کے متعلق فرمایا فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہیں اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ پس جب آخری فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے تو خدا ہی سے دعا مانگو وہی سورہ فاتحہ کا مضمون ہے جو خود "کتابًا مثانی" کہلاتی ہے ایسی کتاب ہے جو بار بار دہرائی جانے والی ہے۔ ام الکتاب ہے اور بار بار دہرائی جاتی ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اے خدا تیری تعریف سن کر تیرے ذکر نے دل پر بہت گہرا اثر کیا اور ہم صرف تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں اور کسی کی نہیں چاہتے وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مگر تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں اس لئے مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں اس آیت کریمہ کی روشنی میں جو مختلف مضامین از خود آپ پر کھلتے چلے گئے ہیں ان کو سمجھیں اور ان کو اپنے دلوں پر جاری کریں اور بھی بہت سی آیات ہیں مگر اس وقت خطبہ کے لمبا ہونے کا خوف ہے میں ان کو چھوڑ رہا ہوں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پھر ایک دو اور اقتباس پھر بعض صحابہ کی مثالیں تو اس طرح اس مضمون کو اگر ہو سکے تو آج اس خطبے میں اس سلسلے کی آخری کڑی بناؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"چنانچہ قرآن شریف میں ہے اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا۔ تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے"۔

پس کفر سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ انسان کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کر دے کیونکہ رسولوں کا آخری مقصد ذکر الٰہی ہے۔ پس ذکر الٰہی سے جو شخص غافل ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ عملاً کفر کر رہا ہوتا ہے اور اس آیت نے یہی نتیجہ ہمارے سامنے رکھا ہے اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ میرا ذکر کیا کرو میں تمہارا ذکر کروں گا وَاشْکُرُوْا لِیْ اور میرا شکر ادا کیا کرو وَلَا تَکْفُرُوْنِ اور میرا کفر نہ کیا کرو یہاں کفر کا ایک معنیٰ جو عامۃ المسلمین کے سامنے یا عام قاری کے سامنے واضح ہے وہ ہے ناشکری لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں ناشکری کی بجائے کفر کے ان معنوں میں اس کو استعمال فرمایا ہے اور سمجھا ہے جو کفر کے معروف معنیٰ ہیں یعنی خدا کا انکار۔ اور درحقیقت ناشکری اور انکار بھی دو بہنیں ہیں یا یوں کہنا چاہئے کہ ناشکری کے پیٹ سے ہی حقیقت میں انکار پھوٹتا ہے اور انکا ماں بیٹی کا رشتہ ہے پس قرآن کریم نے جہاں وَلَا تَکْفُرُوْنِ فرمایا اگر اس کا ترجمہ ناشکری بھی کریں گے تو امر واقعہ یہ ہے کہ ناشکرے ہی ہیں جو کافر ہوا کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی اتنی بے شمار نعمتیں تمام دنیا میں پھیلی پڑی ہیں کہ وہ شخص جو ان نعمتوں کو دیکھ کر اس کے شکر کی طرف مائل نہ ہو اس سے انکار کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ کونسا احتمال ہے اس سے انکار کا پس حقیقت میں شکر ہی ہے جو حقیقی ایمان بخشتا ہے اور ناشکری ہی ہے جو کفر کی طرف لے کے جاتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ اس کا تعلق ذکر سے ہے ذکر سے بات چلی ہے تم اگر ذکر کرو گے تو شکر گزار بندے بنو گے ذکر کرو گے تو کافر نہیں ہو سکتے۔ لازماً خدا کے مومن بندے ہو گے اور ذکر کرو گے تو خدا تمہارا ذکر کرے گا۔ اور خدا جن کا ذکر کرتا ہے ان کو مٹنے نہیں دیا کرتا۔ یہ ناممکن ہے کہ خدا کسی کا ذکر کر رہا ہو اور وہ لوگ صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں پس آپ کی بقا کا نسخہ بھی یہی ذکر ہے اگر ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے سے آپ کا تعلق جڑ جائے تو اس کی عطا سے آپ میں بقا کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں باقی رہنے کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں "قرآن شریف میں تو آیا ہے وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اب یہ "وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا" نماز کے بعد ہی ہے"۔ یعنی نماز کے بعد جو کثرت سے ذکر کی ہدایت فرمائی گئی ہے یہ وہ آیت ہے۔ فرمایا اب نماز کے بعد خدا تعالیٰ "وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا" فرما رہا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہہ دو تو ذکر مکمل ہو جائے۔ یہ تو کثیرًا میں نہیں آتا۔ فرمایا اس لئے یہ حدیث سن کر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نماز کے بعد ۳۳۔ ۳۳ دفعہ تسبیح و تحمید کا ذکر فرمایا اور پھر ۳۴ دفعہ تکبیر کا یہ نہ سمجھ لینا کہ یہی ذکر الٰہی ہے جس کی طرف یہ آیت توجہ دلا رہی ہے کہ کثرت سے ذکر کیا کرو فرمایا یہ اس زمانے میں ان لوگوں کے لئے جن کے حالات آنحضورؐ کے پیش نظر تھے ان کو نسخوں میں سے ایک نسخہ دیا ہے اس کو اس آیت کا متبادل نہ سمجھ بیٹھنا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنا طریق تو یہ نہیں تھا آپ تو خود مسجد میں بیٹھ کے نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ یعنی تسبیح و حمد اور

تکبیر آپ تو نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایتیں ہیں اور بھی روایتیں ہیں کہ بعض دوسری دعائیں کر کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تو اس لئے یہ تو ناممکن ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کثرت سے ذکر کا یہ مطلب سمجھتے ہوں کہ صرف ۳۳ دفعہ کرو اور خود اس پر عمل نہ کریں اور خود دن رات ذکر الٰہی میں رہیں۔ یعنی سوئے ہوئے ہوں تو تب بھی ذکر الٰہی میں مصروف ہوں۔ جاگتے ہوئے ہوں تو تب بھی ذکر میں مصروف ہوں۔ مجسم ذکر الٰہی بن جائیں۔ خدا آسمان سے گواہی دے کہ یہ وہ رسول ہم نے تم میں اتارا ہے جو ذکر الٰہی بن چکا ہے اس کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

تو ظاہر بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو نکتہ اٹھا رہے ہیں بہت قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کو محدود نہ سمجھ لو۔ یہ ذکر الٰہی جس کا قرآن کریم ذکر فرما رہا ہے یہ تو تمہارے دن رات کے ہر لمحے پر حاوی ہو جانا چاہیئے۔ وہ ۳۳ والا نسخہ تو ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے ایک خاص تکلیف پیش کی تھی اس تکلیف کے جواب میں آنحضورؐ نے فرمایا کہ اتنا کرو تو یہ تکلیف تو تمہاری رفع ہو جائے گی مگر یہ تو نہیں تھا کہ ان کو روکا ہو باقی ذکر سے یا ان کے علاوہ دوسروں کو روک دیا ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل محبت پیدا ہو تو شمار کا کوئی سوال نہیں رہا کرتا۔ عشق الٰہی کرنے والے گنا نہیں کرتے۔ آپ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال دی ہے۔ کب کسی نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی جس میں سو دانے تھے۔ آپ کے کسی خلیفہ نے وہ تسبیح نہیں پکڑی۔ آپ کے کسی صحابی نے وہ تسبیح نہیں پکڑی۔ بعد کی ضرورت کے حالات کے مطابق ایجادات ہیں۔ وقت کی ضرورت ہوگی لیکن ان لوگوں کے لئے جو ادنیٰ حالتوں کے تھے۔ ان کو کچھ سکھانے کی خاطر کسی بزرگ نے یہ طریق ایجاد کر دیا ہوگا۔ مگر نہ قرآن میں تسبیح کے دانوں کا ذکر، نہ سنت میں تسبیح کے دانوں کا ذکر، نہ کسی صحابی سے ثابت کہ ہاتھ میں تسبیح پکڑے پھرتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی گن کے ذکر کیا ہی نہیں۔ گن گنت ذکر تھا اور فرماتے ہیں یہ تو دنیا کے عاشقوں کو بھی بھدا لگتا ہے۔ کہتے ہیں ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے پھر رہا ہے اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کے۔ یہ کونسا عشق ہے۔ مجھے دیکھو میں کس طرح اپنے یار کے لئے دیوانی ہوئی پھرتی ہوں دن رات اسی کا تذکرہ میرے منہ پر ہے۔ تو اچھا یار کا یار بنا بیٹھا ہے کہ گن گن کے یاد کر رہا ہے

عشق کے ساتھ گنتی کا مضمون چلتا نہیں۔ پس وہ اور مضمون تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہاں بیان فرمایا اور وہ اور مضمون تھا جو اپنی ذات میں جاری کر کے دکھایا وہ ان گنت ذکر الٰہی کا مضمون ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تینتیس مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی۔"

یعنی وقتی تقاضے کے پیش نظر اور بعض اشخاص کے حالات سے تعلق رکھنے والی بات ہوگی اسے تم عام نہ سمجھ بیٹھو۔

بعض لوگ ذکر الٰہی کو نماز سے بڑھا دیتے ہیں اور ایسے فتنے بہت سے پاکستان میں بھی پھوٹ رہے ہیں ان دنوں۔ یہ زمانہ CULT کا زمانہ ہے اور ذکر کے نام پر دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سی تحریکات چل رہی ہیں۔ یہ جو آپ "ہرے کرشنا" والوں کو دیکھتے ہیں، چھنے بجانے والوں کو دیکھتے ہیں یہ سارے اللہ کا ذکر بیچ رہے ہوتے ہیں۔ ان کا آخری مقصد یہ ہے کہ اللہ کے نام سے جو بنی نوع انسان کو محبت ہے اس کا اثر طبیعتوں پہ ڈال کر ان سے ڈالر یا گلڈر یا پاؤنڈ وصول کئے جائیں اور رفتہ رفتہ ان کی دولتیں خدا کے نام پر سمیٹی جائیں۔

پس ایسی ساری تحریکات دیکھتے دیکھتے بہت دولتیں سمیٹ لیتی ہیں۔ اللہ کا ذکر بیچ بیچ کے بڑے بڑے عالیشان محلات بنائے جاتے ہیں اور یہی ذکر بیچنا ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ شدید ہلاکت کی راہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ اللہ کے ذکر کو بیچا نہیں جاتا۔ اب پاکستان میں بھی ایسی تحریکات چل پڑی ہیں کہ شیخوں کے نام پر ان کو بعض ذکر پڑھائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اچھے بھلے پہلے نمازی ہوا کرتے تھے، عبادت گزار تھے۔ وہ پاگل بنا دیئے جاتے ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ رات کو اٹھ کے یہ وظیفے کرلو تو ساری زمین تمہاری ہے، سارا آسمان تمہارا ہو جائے گا۔ اور اس طرح پاگل بنا بنا کر ان بے چاروں کی حالت بگاڑتے ہیں اور یہ بھی اطلاع مل رہی ہے کہ اب ان لوگوں نے اپنی شاخیں یورپ میں بھی پھیلانی شروع کی ہیں اور امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں بھی کچھ ایجنٹ بنا لئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز جو ہے یہ تو ایک سطحی سی چیز ہے، ایک برتن ہے خالی، اصل ذکر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ نہ کرو ہم تمہیں جو ذکر بتائیں گے وہ کیا کرو پھر دیکھو کہ دنیا کس طرح تمہاری غلام بنتی ہے۔ اور آخری پیغام دنیا کی غلامی ہی ہے اللہ کی محبت اور اللہ کا عشق تو بہانہ ہے ان کو بعض منافع دکھائے جاتے ہیں۔ بعض ان کو ایسے مقاصد بتلائے جاتے ہیں جن سے ان کی دراصل دنیا پانے کی خواہش پوری ہوتی ہے، آخری صورت میں اللہ ان کو نہیں ملتا نہ ان باتوں سے مل سکتا ہے۔

اس رنگ میں ذکر کریں کہ آپ کے ساتھ تمام دنیا کا ذکر وابستہ ہو جائے

سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو ذکر فرمایا اور زندگی بھر کیا اس ذکر کو چھوڑ کر کونسا بہتر ذکر ہے جو آج کا کوئی پیر یا ساری کائنات کے پیر مل کے بھی بنا سکتے ہوں۔ جو یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ کے ذکر کے علاوہ بھی ایک ذکر ہے جو میں تمہیں دکھاتا ہوں۔ ان عبادتوں کو ترک کردو جو محمد رسول اللہ نے اختیار کیں اور یہ ذکر کرو وہ جھوٹا ہے، ذریت شیطان ہے، وہ اللہ کی طرف سے پیغام لانے والا ہی نہیں۔ مگر جب مذاہب بگڑتے ہیں جب ایک ایسی جاہل قوم کو جس کو حقیقت میں مذہب کے فلسفہ سے آگاہی نہ ہو۔ مذہب کی روح کو نہ سمجھتے ہوں، جب ان کو عارضی طور پر اور مصنوعی طور پر نیک بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسلام کے چرچے وہاں پھیلائے جاتے ہیں تو ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو دنیادار ہیں ان کو دین کی حقیقت کا علم نہیں، ان کو دین کی روح کا علم نہیں۔ دوسری طرف دین کے چرچے ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرور عجیب وغریب قسم کی تحریکات جنم لینے لگ جاتی ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ایک ایسے کھیت میں جس کا مالی رکھوالا نہ ہو، آپ بہت کھاد ڈال دیں۔ جب کھاد ڈالیں گے تو اس میں گندی جڑی بوٹیاں ہی نکلیں گی۔ بے مقصد اس میں نباتات پیدا ہوں گی اور وہ جو کھاد ہے وہ فائدے کی بجائے نقصان کا موجب بن جائے گی۔ پس ایسی سوسائٹیاں جہاں مذہب کا چرچا ہو جائے اور حقیقی مذہب سکھانے اور مذہب کے آداب بتلانے کے لئے کوئی منظم طریق ایسا نہ ہو جو خدا نے عطا کیا ہو بلکہ مختلف پیر فقیر اپنے ڈھکوسلے پیدا کرنے شروع کر دیں تو وہ سوسائٹی کثرت کے ساتھ مکروہات سے بھر جاتی ہے۔ وہاں مذہب بیچنے کے شوق میں کئی قسم کی تحریکات پیدا ہوتی ہیں اور ذکر الٰہی دنیا کے

حصول کا ذریعہ بنا لیا جاتا ہے۔

پس اہل پاکستان کو میں خصوصیت سے متنبہ کرتا ہوں کہ اگر ذکر کرنا ہے تو محمد رسول اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے سوا کوئی ذکر نہیں ہے، سب جھوٹ ہے۔ خدا ملتا ہے تو اسی ذکر سے ملتا ہے جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰؐ کا ذکر ہے۔ جس پیر کا ذکر اس سے پیچھے رہ جاتا ہے وہ کوتاہ پیر ہے اس سے تمہیں کچھ نصیب نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ شان کا رسول جو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اس کا دامن پکڑو۔ صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان کی زندگی کا سب سے اعلیٰ مقصد وہ نماز تھی جو محمد رسول اللہ نے آپ کو سکھائی تھی۔ اول و آخر وہ ذکر الٰہی میں گم رہتے تھے اور ذکر الٰہی کی جان نماز میں سمجھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شہادت پائی تو آخری صبح جو آپ نے اس دنیا میں گزاری اس کے متعلق حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ اس رات جس میں حضرت عمر زخمی ہوئے آپ کے پاس گئے آپ کو صبح کی نماز کے لئے جگایا گیا تو آپ نے فرمایا "نعم"۔ ہاں جس شخص نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔ حضرت عمر نے نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا لیکن نماز پڑھتے رہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی نماز، وہ عبادت جو خدا کے رسول نے خدا کے سب سے پاک رسول نے بنی نوع انسان کو عطا کی تھی، یعنی عطا تو اللہ نے کی تھی مگر آپ نے اس کو اپنی ذات میں جاری فرما کر اس کے سارے اسلوب ہمیں سمجھائے اور ان معنوں میں میں کہتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ کی عطا کو ایک زندہ مثال بن کر ہمارے لئے جاری فرمایا، اس کو چھوڑنا ہلاکت ہے اس کے سوا اس کا کوئی اور نام نہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود نماز سے غافل نہیں ہوئے۔ کسی حالت نے خواہ وہ جنگ کی حالت تھی یا امن اور آرام کی حالت تھی، صحت کی حالت تھی یا بیماری کی حالت تھی، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نماز سے غافل نہیں کیا۔ آپؐ کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ نماز کا مقصد تو ذکر الٰہی ہی ہے نا! وہ ذکر تو میں ہر وقت کرتا ہوں مجھے نماز کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کی آخری نماز کی کیفیت یہ تھی کہ بخار کی شدت سے آپؐ بے ہوش ہو ہو جاتے تھے اور جب آنکھ کھلتی تھی تو کہتے تھے دیکھو نماز کا وقت تو نہیں چلا گیا۔ یہ کہہ کر پانی منگواتے تھے۔ وضو کر کے پھر نماز شروع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پھر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ پھر آنکھ کھلتی تو پہلے یہ سوال کرتے تھے کہ دیکھو نماز کا وقت تو نہیں چلا گیا یہاں تک کہ آپ نے ٹب منگوایا اور کہا مجھ پر بہا دو تاکہ کچھ عرصے کے لئے بخار میرا پیچھا چھوڑے اور میں اپنے اللہ کی اس طرح عبادت کروں جس طرح اس نے مجھے سکھائی۔ یہ ہے "ذکراً رسولاً"۔ یہ وہ ذکر الٰہی ہے جو آپ نے دنیا میں ہمیشہ کے لئے جاری کیا ہے۔

پس ان شیطانوں کے وسوسوں میں کبھی نہ پڑنا۔ نہ آج پڑنا نہ کل پڑنا کہ ذکر الٰہی چونکہ نماز کے بعد بھی جاری رہتا ہے اس لئے وہی اصل ہے اور نمازیں ترک کر دو اور خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کے ذریعے جو شریعت عطا کی ہے اس سے تم بالا ہو جاؤ گے۔ محمد مصطفیٰؐ کی شریعت سے باہر ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ سب پیری فقیری کے جھوٹے قصے ہیں۔ یہ دنیا کی لعنتیں کمانے کی خاطر یہ خدا کے در تو پیٹنے والے لوگ ہیں۔ ذکر الٰہی اختیار کریں ویسا ذکر جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور جیسا کہ آپؐ کے صحابہ نے آپؐ سے سیکھا پھر ہر حالت میں آپؐ کا ہر ذکر نماز ہی بن جائے گا۔ اگر نماز پڑھیں گے تو ذکر بھی نماز بن جائے گی۔ نماز نہیں پڑھیں گے تو ذکر بھی ذکر نہیں رہے گا۔

ہر وہ ذکر جو تسبیح کے دانوں تک محدود رہے لیکن انسان کے وجود میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہ کرے وہ ذکر الٰہی نہیں ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کو مجھے یاد ہے میں اس طرح دیکھتا تھا کہ نماز مغرب سے قبل ستونوں کی طرف دوڑتے تھے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لے آتے۔ یہاں یہ بھی میں بتا دوں کہ مسجد کی طرف جب نماز شروع ہو جائے اس وقت دوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ ایسے سست آدمیوں کا ذکر نہیں ہو رہا جو نماز میں دیر سے پہنچیں اور رکوع بچا کر اپنی رکعت پوری کرنے کے جوش میں دوڑ رہے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے پہنچتے تھے اور حضرت محمد رسول اللہؐ کے قریب ہونے کے شوق میں تاکہ اُس ذکر الٰہی رسول کے پاس رہ کر اس کے قرب میں ذکر کریں۔ کہتے ہیں میں دیکھا کرتا تھا کہ کس طرح صحابہ دوڑتے ہوئے جاتے تھے کہ پہلے وقت میں مسجد کی پہلی صف میں حضرت محمد رسول اللہؐ کے قریب پہنچ جائیں۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ وہ نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ بعض دفعہ رکوع کرتے تو اتنی دیر رکوع کرتے کہ لوگ سمجھتے تھے بھول ہی گئے ہیں اور ایک راوی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ساری رات رکوع میں گذار دی۔ میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔ وہ دور کی کچی روایت ہے مگر ان کی مراد یہ ہوگی کہ لگتا یوں تھا کہ گویا رات بھر رکوع میں ہی رہیں گے یا رہے ہیں اور کہتے تھے جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تھے تو یکدم پلٹ کر دوسرا سجدہ نہیں کر دیتے تھے بلکہ وہاں بھی ذکر میں گم اور ایسے بیٹھ جاتے تھے گویا بھول ہی گئے ہیں کہ آگے بھی کوئی سجدہ آنے والا ہے۔

حضرت عبد اللہؓ بن شداد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے اور میں آخری صف میں تھا لیکن حضرت عمرؓ کی گریہ زاری کی آواز سن رہا تھا وہ یہ تلاوت کر رہے تھے۔

(اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہ)

کہ میں تو اپنے اللہ ہی کے سامنے اپنے سارے دکھ رویا کروں گا کسی اور کے سامنے مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پس جو ذکر الٰہی میں گم رہتے ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اور کا دربار ملتا ہی نہیں جہاں وہ اپنے غم اور دکھ روئیں اور اپنے سینوں کے بوجھ ہلکے کریں۔ فرماتے ہیں پچھلی صف میں تھا وہاں تک مجھے حضرت عمرؓ کے سینے کے گڑگڑانے کی آواز آرہی تھی۔

ویسا ذکر الٰہی اختیار کریں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور جیسا کہ آپ کے صحابہؓ نے آپ سے سیکھا

حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ بنو سلمہ کا محلہ مسجد نبوی سے دور تھا لیکن وہ مدینے کے کنارے پر تھے اس وجہ سے مدینے کی حفاظت میں وہ ایک اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے شوق ظاہر کیا کہ وہ مسجد نبوی کے قریب آجائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو اجازت نہیں دی۔ لیکن ان کی نیت اچھی اور پاک تھی وہ قریب آنا چاہتے تھے تاکہ زیادہ ذکر الٰہی کا موقع ملے اور ذکر الٰہی

میں اول اور افضل حیثیت نماز باجماعت کی تھی جو مسجد نبوی میں ادا کی جاتی تھی۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کی دلداری کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تم وہیں رہو جس نیک نیت سے تم قریب آنا چاہتے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تمہارے ہر قدم پر تمہیں اجر عطا کرے گا۔ جتنے لمبے فاصلے کرو گے اتنا ہی وہ ذکر الٰہی میں شمار ہوں گے اور ہر قدم کا اجر تمہارے لئے لکھ دیا جائے گا۔

حضرت حرام رضی اللہ عنہ بن ملحان کے آخری کلمات بھی سننے کے لائق ہیں جب ان پر برچھے کا وار پڑا ہے اور وہ آر پار نکل گیا اس حالت میں حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے زخم کا خون لیکر سامنے سے اپنے چہرے پر ملا اور سر پر چھڑکا۔ وہ خون جو اندر دوڑ رہا تھا چونکہ خدا کی خاطر باہر نکلا تھا انہوں نے کہا اب مقدس ہو چکا ہے اب اس کی برکت سے جسم کے باقی اعضاء کو بھی متبرک کر دوں اور یہ کہا

" اَللّٰہُ اَکْبَر فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔

اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

یہی روایت حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرۃ کے متعلق ملتی ہے کہ آخری کلمہ آپ کا بھی یہی تھا۔

صاحب طبقات بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خطاب جو حضرت عمر کے بھائی تھے ایک جنگ میں ان کے سپرد علم کیا گیا (یہ جنگ یمامہ کی بات ہو رہی ہے) وہاں اس قدر زور سے دشمن نے حملہ بولا کہ صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کچھ ڈول گئے اس وقت اس حالت میں بڑے جوش کے ساتھ یہ بھاگتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور وہ آخری کلمات جو ان کے سنائی دیئے وہ یہ تھے خدایا میں اپنے ساتھیوں کی پسپائی پر تیری بارگاہ میں معذرت پیش کرتا ہوں۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا ذکر بارہا آپ سن چکے ہیں مگر ایسا ذکر ہے جو کبھی پرانا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے جب جان دی، ایسی حالت میں کہ دشمن نے آپ کو گھیرے میں لے کر پکڑ لیا تھا اور مقتل کی طرف لے جا رہے تھے۔ اس وقت مقتل میں پہنچ کر انہوں نے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں۔ ذکر الٰہی تو کر ہی رہے تھے ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے نماز کی اہمیت کا یہ حال تھا کہ صحابہ سب سے زیادہ پاکیزہ، سب سے بلند تر ذکر نماز ہی کو سمجھتے تھے تو انہوں نے دو رکعتیں نماز ادا کی۔ سلام پھیرا اور کہا دل نہیں چاہتا تھا کہ اس نماز سے الگ ہو جاؤں مگر ڈرتا تھا کہ تم مجھے بزدل نہ سمجھ لو۔ یہ نہ سمجھ لو کہ میں شہادت سے ڈر رہا ہوں اس لئے جلدی میں یہ رکعتیں ادا کر دی ہیں، اب جو چاہو کرو۔ اور جب ان کو نیزہ مارا گیا تو وہ شعر پڑھتے ہوئے زمین پر گرے۔

وَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِی

وَذٰلِکَ فِی ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَا یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ خدا کی راہ میں کس کروٹ پر قتل ہو کے گرتا ہوں۔ " وذلک فی ذات الالٰہ" یہ تو اللہ کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑوں پر، جو پارہ پارہ کر دیا گیا ہو، ہر جسم کے حصے پر برکتیں نازل فرمائے یہ آخری آواز تھی جو شہادت کے وقت ان کے منہ سے نکلی ہے۔ اور یہی ذکر اللہ کرنے والوں کے دل کی آواز بن جایا کرتی ہے۔ ان کی زندگی بھی زندگی ہو جاتی ہے۔ ان کی موت بھی زندگی ہو جاتی ہے، ان کو کوئی پرواہ نہیں رہتی کہ کس طرح کس حالت میں ان کا انجام ہو۔ جانتے ہیں کہ اللہ اپنے ذکر کرنے والوں کے جسم کے ذرے ذرے پر برکتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی روح ہمیشہ کے لئے خدا کی پناہ میں آجاتی ہے اور اس کا ذکر ہمیشہ کے لئے اس کے اوپر اپنی رحمت کی چادر تان دیتا ہے خواہ وہ اس دنیا میں رہے خواہ وہ اس دنیا میں چلا جائے۔

پس اس پہلو سے اس رنگ میں ذکر کریں کہ آپ کے ساتھ تمام دنیا کا ذکر وابستہ ہو جائے۔ تمام خدا کے بندے اور مخلوق جو آج ہیں یا کل آنے والی ہیں وہ آپ سے ذکر کے آداب سیکھیں۔ کیونکہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حقیقی سنت کو دوبارہ زندہ کرنے کے عزم کر لئے ہیں وہی ذکر آپ زندہ کریں گے جو محمد مصطفیٰ کا ذکر ہے کسی پیر فقیر کے ذکر کو آپ دنیا میں جاری نہیں کریں گے۔ پس آج دنیا محتاج ہے کہ آپ ہی سے ذکر سیکھ اور آئندہ نسلیں بھی اسی کے ذکر کو لے کر آگے بڑھتی چلی جائیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ یہ وہ آب حیات ہے جس آب حیات کے بعد کسی ہلاکت کے زہر کو مجال نہیں ہے کہ آپ کی رگ و پے میں دوڑنے لگے، آپ کے رگ و ریشے میں پیوستہ ہو کر آپ کو ہلاک کر سکے۔ زندگی کی ایک ہی راہ ہے وہ ذکر الٰہی کی راہ ہے۔ وہ راہ ہے جو میں نے آپ کو دکھا دی، اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

جو یوروبین خصوصیت کے ساتھ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں ان کے متعلق ایک چھوٹی سی بات کہہ کر میں اجازت چاہتا ہوں کہ ان یوروبین کو ذکر الٰہی کے ساتھ فوراً وابستہ کر دیں۔ کوئی اور تربیت نہیں ہے جو ان کی زندگی کی ضمانت دے سکے یعنی روحانی زندگی کی جو ان کو آئندہ ہلاکت سے بچا سکے۔ صرف یہ راہ ہے کہ جس کے بندے ہیں اس کے ہاتھ میں ہاتھ تھما دیں۔ اللہ کی انگلی میں ان کی انگلیاں پکڑا دیں۔ خدا سے وابستہ کر دیں پھر آپ کو کوئی پرواہ نہیں ہے پھر اللہ آپ ہی ان کی حفاظت کرے گا۔ پس ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور ذکر الٰہی کا چسکا ان کے دلوں میں پیدا کر دیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا۔

" آج تو ماشاء اللہ یہ مسجد بہت بھر گئی ہے اور عورتوں کو اب دوسری جگہ بھیج دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مسجد جو بھری ہوئی ہے اللہ کے فضل سے یہ یوروبین کے بغیر بھری ہوئی ہے ان کی اتنی تعداد ہے خدا کے فضل سے وہ اس مسجد میں سما ہی نہیں سکتے تھے اس لئے ان کے لئے الگ انتظام کیا گیا ہے تاکہ وہاں ان کا ترجمہ بھی ان کو اونچی آواز میں سنایا جا سکے یہ اس لئے بتا دیا ہے کہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کو دوسرے درجے کا شہری سمجھا گیا ہے ان کے لئے الگ انتظام کیا ہے اس لئے کہ ایسا کوئی انتظام نہیں تھا کہ بجلی کی تاروں کے ذریعے ان کے کانوں تک ترجمہ پہنچایا جا سکتا ہو۔ اس لئے بے اختیاری تھی اس لئے ان کو الگ رکھا گیا ہے ورنہ ان کو یہاں جگہ دی جاتی اور پرانے احمدی دوسرے کمروں میں جاتے۔ یہ وضاحت کر دی ہے دنیا میں سب دیکھ رہے ہیں کہیں کوئی سننے والا غلط فہمی کا شکار ہی نہ ہو جائے۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لنڈن)

بقیہ صفحہ ۱۰

وہ ہر ایک مسافر کے ساتھ اور خصوصاً تیسرے درجے کے مسافروں کے (آتے) ہر موقعہ پر خوش خلقی سے پیش آئیں میں آپ صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری معروضات کو توجہ سے سنا اور امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے حلقہ اختیار میں انہیں عملی جامہ پہنانے کی کوشش بھی کریں گے۔

(تحدیث نعمت صفحہ ۳۷۵-۳۷۷)

تصحیح بدر کے شمارہ ۴۹- ۵۱-۵۲ سنہ ۱۹۹۳ء میں ایک اشتہار جناب حکیم بلونت سنگھ صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے اس میں "شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح الاول" کے الفاظ کالعدم سمجھے جائیں (ادارہ)

ایک خدارسیدہ ریلوے وزیر کا خطاب

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ۱۹۳۵ء میں بحیثیت وزیر ریل حکومت ہند عہدہ کا چارج لیا تو شملہ میں ریلوے افسران کے ایک اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے جو فرمایا پڑھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے ——— (ادارہ)

صاحبان! میں آپ کا نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے اپنے نہایت قیمتی اوقات میں سے جب آپ اہم امور اور مسائل کے متعلق تبادلہ خیالات اور مشورے کے لئے جمع ہیں کچھ وقت میری باتیں سننے کے لئے نکال لیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں ان عوام کے نمائندے کے طور پر حاضر ہوا ہوں جن کے آپ اور میں خادم ہیں اور جو آپ کے گاڑی بانی کے کاروبار کے سبب سے بڑے گاہک ہیں۔ یعنی تیسرے درجے میں سفر کرنے والے مسافر۔ ان خدا کے بندوں کے ساتھ آپ کی ریلوں پر کیا سلوک ہوتا ہے اس کا آپ میں سے کسی کو کوئی ذاتی تجربہ نہیں نہ ذاتی علم ہے۔ ممکن ہے آپ کو یہ وہم ہو کہ آپ ان کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں لیکن جو علم بھی آپ کو ان کے متعلق ہے وہ شنید ہے اور سرسری ہے۔ اس لحاظ سے میں آپ کے مقابلے میں صاحب علم اور صاحب تجربہ ہوں۔ آپ سب ریلوے کی اعلیٰ ملازمتوں کے افسر ہیں۔ اور اسی درجے سے ملازمت شروع کر کے اپنے موجودہ معزز مناصب پر پہنچے ہیں۔ جس دن سے آپ نے ملازمت شروع کی آپ کو ریل کا سفر کرنے کے لئے اول درجے کا پاس میسر رہا۔ جیسے جیسے آپ کی ملازمت کا عرصہ گذرتا گیا آپ کو پہلے آٹھ پہیوں والا اور پھر سولہ پہیوں والا سیلون میسر آتا گیا۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہر شخص کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں مناسب سہولتیں میسر آنی چاہئیں میں فقط یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں میں ان شعبوں کے متعلق جن کا آپ کو تجربہ ہے نابلد اور کورا ہوں وہاں جو باتیں میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ آپ کے لئے نئی اور انوکھی ہوں گی۔ لیکن میں جو کچھ بھی کہوں گا ذاتی تجربہ کی بنا پر کہوں گا۔ یا وہ واردات میری ذات پر گذری ہوگی۔ یا میں نے اسے اپنی آنکھوں سے کسی اور پر گذرتے دیکھا ہوگا۔ میں محض شنید سے کچھ نہیں کہوں گا۔ میں نے ریل کے ہر درجے میں سفر کیا ہے اور اب بھی مجھے کسی درجے میں سفر کرتے میں باک نہ ہوگا۔ میں موقعہ دیکھ کر تیسرے درجے میں بھی سفر جاری رکھوں گا۔ ایک تو اس لئے کہ میری عادت نہ جاتی رہے۔ دوسرے اس لئے کہ میں دیہاتی ہوں اور میرے بہت سے عزیز رشتہ دار اور دوست دیہاتی ہیں اور تیسرے درجے میں سفر کرنے کے عادی ہیں اور میں بعض دفعہ ان کے ساتھ سفر کرتا ہوں۔ اور تیسرے اس لئے بھی کہ اب میرا فرض ہے کہ میں دیکھتا رہوں کہ تیسرے درجے کے مسافروں کی طرف مناسب توجہ ہو رہی ہے یا نہیں۔ پہلی بات جو میں آپ صاحبان کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ریل کا محکمہ بے شک حکومت کا ایک محکمہ ہے لیکن ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم حکومت کے افسر نہیں۔ اگرچہ ہمیں تو یہی سکھایا گیا ہے کہ حکومت کا ہر افسر پبلک کا خادم ہے لیکن ریل کے افسروں پر تو خصوصیت سے یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ ہم گاڑی بان ہیں اور ریل کے مسافروں کے خادم ہیں۔ ہم کرسی پر حکومت کرنے کے لئے نہیں بیٹھے۔ خدمت کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ریل کے محکمے کو اچھی طرح چلانے سے صرف یہ مراد نہیں کہ گاڑیاں اچھی اور صاف ستھری ہوں ریلیں تیز چلیں اور وقت پر روانہ ہوں اور وقت پر پہنچیں یہ سب کچھ بھی بلاشبہ ضروری ہے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ ہر درجے کے مسافر جن میں سب سے بڑی تعداد تیسرے درجے کے مسافروں کی ہے آرام سے سفر کریں اور انہیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں تیسرے درجے کے مسافروں کی ایک بہت بڑی کثرت ابتک ان پڑھ ہے۔ وہ آپ کی ہدایتوں کے بورڈ نہیں پڑھ سکتے سفر تو ہر شخص کے لئے پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن ان خدا کے بندوں کے لئے بہت ہی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ سٹیشن پر پہنچتے ہیں تو نہیں جانتے ان کی منزل مقصود کو جانے والی گاڑی کب آئے گی کب روانہ ہوگی، ٹکٹ گھر کب کھلے گا، کرایہ کیا ہوگا، کتنے سٹیشن رستے میں ہوں گے، منزل پر کب پہنچے گی، اگر لاہور جیسا سٹیشن ہو تو انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ٹکٹ گھر کہاں ہے، پلیٹ فارم کدھر ہے، اسٹیشنوں پر تیسرے درجے کے مسافروں کے لئے جو انتظار کرنے کی جگہ بنی ہوتی ہے اس کے گرد اس قسم کی باڑیں اور سلاخیں ہوتی ہیں کہ مسافروں کو خیال ہوتا ہے انہیں حوالات میں دے دیا گیا ہے۔ پھر وہ ہراساں ہوتے ہیں کہ معلوم نہیں ہماری گاڑی کب چھوٹے گی۔ ایسا نہ ہو ہم بیٹھے رہ جائیں اور گاڑی چھوٹ جائے بابو سے پوچھتے ہیں تو وہ جھڑک دیتا ہے۔ ابھی تمہاری گاڑی کا وقت نہیں ہوا۔ بندہ خدا تم اس بیچارے کو نرمی اور شفقت سے بتاؤ کہ گاڑی کے روانہ ہونے میں کتنا عرصہ باقی ہے۔ "ابھی وقت نہیں ہوا" سے اس نے یہ تو سمجھ لیا کہ گاڑی فوراً چھوٹنے والی نہیں لیکن اس کے اس خدشے کا تدارک تو نہ ہوا کہ شاید میں اونگھ نہ جاؤں اور گاڑی چھوٹ جائے۔ یہ تو میں نے ان مسافروں کی ایسی پریشانیوں کا ذکر کیا ہے جو انہیں لازماً پیش آتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی ٹکٹ کلکٹر یا بابو دق کرنے یا پیسے بٹورنے پر آمادہ ہو تو ان پریشانیوں میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے۔ ایک ٹکٹ کلکٹر صاحب نے ایک مرتبہ مجھ سے فخریہ کہا تھا۔ ہم بھی افسر ہیں اور مسافروں پر ہمارا احترام لازم ہے۔ اگر کوئی مسافر گستاخی پر آمادہ ہو تو ہم فوراً اس کا مزاج درست کر دیتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا آپ کیا کرتے ہیں؟ کہا بالکل آسان بات ہے اس سے ٹکٹ لیا اور زمین پر گرا کر اس پر پاؤں رکھ دیا اور تحکم سے کہا جلدی کرو ٹکٹ حوالے کرو۔ وہ کہتا ہے میں نے ابھی ٹکٹ دیدیا ہے۔ ہم کہتے ہیں جھوٹ بکتے ہو ٹکٹ دو ورنہ ساتھ جرمانہ بھی دینا پڑے گا اور نہیں تو کانسٹیبل کے حوالے کئے جاؤ گے۔ اس کے ہوش جلد ٹھکانے آجاتے ہیں۔ میں آپ صاحبان کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم خادم ہیں خدمت ہمارا فرض ہے اور خدمت کا شوق ہمارا خاصہ ہونا چاہیئے۔ اب میں آپ کو اپنے ذاتی تجربے سے واقعات سناتا ہوں جس سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ اگر ایک پڑھے لکھے دوسرے یا اول درجے کے مسافر کے ساتھ ایسا غیر ہمدردانہ سلوک ہو سکتا ہے تو ایک ان پڑھ تیسرے درجے کے مسافر کے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا ہوگا۔ میں نے چند واقعات اپنے ذاتی تجربے سے بیان کئے پھر میں نے چند واقعات ایسے بیان کئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ غیر ممالک مثلاً برطانیہ میں مسافروں کے آرام کا کس قدر خیال رکھا جاتا ہے۔ آخر میں میں نے دو باتوں کی طرف خاص توجہ دلائی۔ اول مسافروں کو ہر قسم کی اطلاع بہم پہنچانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ تاکہ اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے انہیں کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہو۔ دوسرے مسافروں کی ہر مناسب مدد ہونی چاہیئے تاکہ ریل پر سفر کرنا ان کے لئے ایک تکلیف دہ تجربہ نہ ہو بلکہ ایک خوشگوار تجربہ ہو تیسرے ریل کے تمام عملے کا یہ شعار ہونا چاہیئے (باقی صفحہ ... پر)

۱۶ر مئی کو قیامت نہیں آئیگی

کثیر الاشاعت روزنامہ ورتمان بنگلہ جس کی اشاعت پانچ لاکھ سے زائد ہے کی ۱۵ر مئی کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ سکم کے منجم رام چندر پودیال نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ ۱۶ر مئی گیارہ بجکر تین منٹ اڑتالیس سیکنڈ پر دنیا کا اکثر حصہ ختم ہو جائے گا اور گنگا ندی کا رُخ مصر کی طرف ہو جائے گا اور برطانیہ اور امریکہ پانی میں دھنس جائیں گے اور کئی ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے جبکہ سورج اپنی روشنی بند کر دے گا۔ اس خبر سے لوگوں میں سخت تشویش ہوئی اور سونے چاندی کی قیمت اوپر نیچے ہوگی لوگ آپس میں بھول چوک کی معافیاں مانگتے دیکھے گئے اور جل پائی گوڑی ضلع میں لوگ ویرانوں میں چلے گئے۔ اس تشویشناک خبر کے فوری بعد اخبار ورتمان سے رابطہ کیا گیا جس میں خاکسار کے ہمراہ مکرم محمد کلیم صاحب ابن محترم مولانا محمد سلیم صاحب مرحوم اور مکرم روشن علی صاحب نے خاص طور پر تعاون دیا اخبار مذکور کے ایڈیٹر سے درخواست کی گئی کہ ہماری اس خبر کو فوری شائع کردیں تاکہ لوگ اطمینان کا سانس لیں کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی بعض پیشگوئیوں کے مطابق ابھی قیامت نہیں آئے گی کم از کم دو سو سال تک تو اس کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے تین سو سال میں احمدیت کے نفوذ سارے عالم پر ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے جن میں سے ایک سو سال گذر چکے ہیں لہٰذا دو سو سال باقی ہیں گو حضرت بانی جماعت نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور اسی طرح زلزلوں کے آنے کی بھی پیشگوئیاں ہیں لیکن بہر صورت ۱۶ر مئی کو قیامت نہیں آئے گی لوگ مطمئن رہیں۔ روزنامہ ورتمان نے ۱۶ر مئی کو یہ خبر شائع کی کہ

" پنڈت پودیال کی پیشگوئی کہ ۱۶ر مئی کو قیامت ہوگی غلط ہے مولانا حمید الدین شمس جو جماعت احمدیہ کے ایک نیتا ہیں نے اطلاع دی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق ۱۶ر مئی کو قیامت نہیں آئے گی بلکہ خدا تعالیٰ لوگوں کو اپنے آپ کو سنوارنے اور اللہ سے تعلق قائم کرنے کا موقع عطا کرے گا۔ لہٰذا لوگ سکون سے رہیں اور توجہ الی اللہ کریں نیز آل انڈیا ریڈیو کلکتہ کی بنگلہ خبروں میں بھی یہ خبر ریلے ہوئی۔

(روزنامہ ورتمان ص۱)

اس خبر کی اشاعت کے ساتھ ہی مختلف حلقوں سے احمدیہ مسلم مشن کا شکریہ ادا کیا گیا اور ہم سے رابطہ کیا اس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی سچی ثابت ہونے کا ذکر لاکھوں افراد ... بلکہ ریڈیو کے ذریعہ کروڑوں تک پہنچ گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ (خاکسار، حمید الدین شمس فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ)

دُعائے مغفرت

۱۔ خاکسار کا بھانجا عزیز داؤد احمد فرخ ولد مکرم ماسٹر محمد امجد علی صاحب چند دن کی علالت کے بعد مورخہ ۲۸ر مارچ ۹۴ء کو لاہور میں وفات پاگیا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کا مالک تھا اور احمدیت سے دلی وابستگی رکھتا تھا۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔ (خاکسار قاضی عبد الحمید درویش قادیان)

۲۔ افسوس کہ خاکسار کے ماموں محترم سید احمد رضی اللہ صاحب آف رسول پور۔ سونگھڑہ اڑیسہ مختلف عوارض سے علیل رہنے کے بعد ۲۹؍۴ بروز جمعۃ المبارک کٹک میں وفات پاگئے ہیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون مرحوم خاموش طبع، پابند صوم صلوٰۃ، منکسر المزاج، خلافت احمدیہ و خاندان مسیح موعودؑ سے بیحد عقیدت ومحبت رکھنے والے نیز صائب الرائے بزرگ تھے۔ بعد از سرکاری ملازمت ریٹائرمنٹ کے اپنے آبائی وطن رسول پور سونگھڑہ میں مقیم ہو گئے تھے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دیدے ومغفرت فرمادے نیز *

* اُن کے عزیز واقرباء کو کامل صبر جمیل دے۔ اسی روز نماز جنازہ کے بعد آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مرحوم سونگھڑہ کے جید عالم حضرت مولوی سید انعام رسول صاحب مرحوم کے اکلوتے فرزند تھے۔

؎ فرشتے تیری لحد پر شبنم افشانی کریں۔ (سید شاہد احمد نمائندہ بدر سونگھڑہ)

منقولات

قائد کی تلاش

:- ہندوستان پر مسلمانوں نے صدیوں تک حکمرانی کی ہے۔ ملک کو متحد کر کے یہاں کا سیاسی ثقافتی، زراعتی، علمی، تعمیراتی، سماجی اور طبی میدانوں میں بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ اس کی دھرتی کو اپنا وطن اور اس کے ذرات کو آنکھوں کا سرمہ بنایا ہے۔ اب اس ہندوستان میں فسطائی قوتیں مسلمانوں کی شاندار تہذیب وتمدن کو برباد کرنے کے درپے ہیں، متعصب ذہنیتیں ان کے علوم وفنون کو مٹانے پر تلی ہوئی ہیں۔ فرقہ پرست جماعتیں ان کے دین وایمان پر خار کھائے بیٹھی ہیں۔ شرپسند قومیں ان کی ماؤں وبہنوں کی عصمت کو داغدار دیکھنا چاہتی ہیں اور ملک کی حکومت اور قانون کے محافظین مسلم جان ومال کا تحفظ کرنے میں ناکام ہیں۔

افسوس ہے کہ اب مسلم قوم بے سہارا قائدین سے محروم اور رہنماؤں کے وجود سے خالی دکھائی دیتی ہے، ان کے چہرے پژمردہ، لب خاموش اور نگاہیں بے رونق ہیں جو حسرت ویاس کی غمازی کرتی ہے۔ چنانچہ مسلم لیڈر شپ کی کمی سے موجودہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت اس بے حس وحرکت مردے کی سی ہوگئی ہے۔ جسے نہلانے والا اپنی مرضی سے جس رخ چاہتا ہے گھماتا اور ڈال دیتا ہے۔ قوم دور حاضر کے مسلم قائدین سے ناامید ہو کر راہ دیکھ رہی ہے کسی عمر بن عبد العزیز کی جو دنیا سے آمریت ختم کر کے خلافت قائم کرے۔ انسانوں کو عدل ومساوات، نظم وضبط اور امن وسکون کی تعلیمات دے۔ قوم راہ تک رہی ہے کسی صلاح الدین ایوبی کی جو مسلم صفوں میں اتحاد پیدا کرے اور منصوبہ بندی کے ساتھ دوسری قوموں سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرنی سکھائے۔ قوم منتظر ہے کسی سرسید کی جو گالیاں سن کر مسکرائے، ان کی پستہ حالی پر روئے اور قوم کے عروج کے لئے لائحہ عمل تیار کرے۔ قوم آرزومند ہے کسی مولانا ابو الکلام آزاد کی جو ہندو مسلم دلوں کی دوری پاٹ دے اور ملک کے عوام کو اخوت کے قوانین پڑھائے

ذہنوں میں لازماً چند سوالات ابھرتے ہیں کہ کیا دور حاضر کے مسلم قائدین ان خوبیوں اور صلاحیتوں سے محروم ہیں جو قیادت کے لئے ضروری ہیں۔ کیا مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے والی ان کی تقریریں بے اثر، تحریریں غیر انقلابی اور مجلسیں ویران ہو چکی ہیں؟ کیا ان کے جادو بھرے بیانات، دلنشین تحریر ادبی کتابوں کے صفحات اور ان کی انقلابی شخصیتیں صرف مسلکی اختلافات ابھارنے کے لئے وقف ہو کر رہ گئی ہیں مسلم قائدین کے لئے ضروری چند شرطیں، ۱۔ وہ عوام سے گہرا تعلق رکھتا ہو، ۲۔ سیرت وکردار کا اعلیٰ نمونہ ہو ۳۔ ملکی وملی حالات وضروریات کا نباض اور فوری فیصلہ کرنے کی خوبیاں رکھتا ہے۔ ۴۔ مردم شناس یعنی افراد کے انتخاب کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ۵۔ دین کے ساتھ جدید معلومات سے بھی بہرہ ور ہو، ۶۔ اجتماعی فیصلے (شوریٰ) پر یقین رکھتا ہو۔ اور ۷۔ ایک ساتھ کئی میدانوں میں نہ اپنی قیادت کے لئے تگ ودو کرتا ہو اور کئی اداروں کی ذمہ داریاں اپنے سر نہ لیتا ہو۔ یہ ہیں وہ شرائط جو قائد کے لئے ضروری ہیں۔ اس پیمانے پر موجودہ مسلم قائدین کے عہدہ داران ناپ لیجئے۔ آپ کا ضمیر گواہی دے گا کہ اکثر قائدین عوامی حمایت سے خالی، سیرت وکردار میں بدنام، ملکی وملی ضروریات سے بے خبر، فوری فیصلے کی قوت سے بے نیاز اور موزوں افراد کے انتخابات میں لاپرواہ ہیں۔ وہ دین کے ساتھ جدید معلومات ... بے خبر یا جدید معلومات کے ساتھ دین سے لاعلم ہیں۔ اجتماعی معاملات میں شوریٰ کے بجائے ذاتی فیصلے کو ترجیح دینے والے اور ایک ہی وقت میں ان گنت تنظیمیں قائم کرتے ہیں اور ذاتی فائدوں اور وسائل کی فراہمی کے لئے، بے روزگار رشتہ داروں کو روزگار دلانے اور عوام وخواص کے بعض طبقات پر اپنی قابلیت کا سکہ جمانے کے لئے ان کے دل خلوص سے بے نیاز، خوف الٰہی سے، احتساب سے بے پرواہ حلال کمائی سے غافل اور ملت کے غم سے بے فکر ہیں ان کے قیادت، ہوٹل کے عالی شان کمرے، تحقیقاتی اداروں کے کانفرنس ہالوں اور خواص

کی بنجی مجالس میں جنم لیتی ہیں اور مسلم عوام پر تھوپ دی جاتی ہیں۔ اُنہی رجحانات سے دورِ حاضر کے مسلم قائدین ملی مسائل کے سلجھانے میں ناکام ہو رہے ہیں .... قوم کے اندر مادی، علمی، اخلاقی، سماجی اور ذہنی انقلاب کی کمی ہے ان کمیوں کو دور کرنا آپ کا فرض ہے۔ قوم ...... کتنی ہی کمزور اور ناپختہ ہو، بد اعمال کار ہو، ان کی طرف سے بے فکر ہو کر بیٹھ جانا دور اندیشی کے خلاف بات ہے۔ دراصل تیرنے کی مشق خشکی پر نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لیے پانی میں کودنا ضروری ہے

(رہنمائے دکن ۹۴-۷-۸ حیدر آباد دکن)

(مرسلہ: محمد امام غوری صاحب حیدر آباد دکن)

پاکستان میں خطرناک حد تک انسانی حقوق کی پائمالی۔ ایشیا واچ

احمدیہ فرقہ کی مذہبی آزادی ختم، نوکریوں و داخلوں میں و تکرار ہو رہا ہے

اقلیتوں کی نظر بندی، مار دھاڑ، قتل اور ظلم و تشدد کو قانونی تحفظ

جموں ۲۰ مئی۔ یو این آئی۔ بین الاقوامی انسانی حقوق گروپ ایشیا نے اپنی حالیہ رپورٹ میں پاکستان میں اقلیتی گروپوں کے خلاف سنگین خلاف ورزی کا الزام لگایا ہے اور ایسا سول و فوجداری قانون کے اسلامی کرن کی وجہ سے ہے۔

ایشیا واچ نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ خطرناک حد تک بنیادی حقوق کی پائمالی کی جا رہی ہے انہیں مذہبی آزادی حاصل نہیں۔ اور نہ ہی خیالات کے اظہار کی آزادی ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دنیا بھر میں کسی نہ کسی طریقے سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ لیکن پاکستان میں حالات زیادہ خراب ہیں کیونکہ اس کے قانون اور انہیں لاگو کرنے والی ایجنسیاں ایسی خلاف ورزیوں کی حفاظت کرتی ہیں۔

پاکستان کی سپریم کورٹ کے فیصلے پر حالات اور بھی خراب ہو کے رہ گئے ہیں جس نے موثر ڈھنگ سے احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں کے مسائل کے ازالہ کے لئے دروازے بند کر دیئے۔ اور انہیں پچھلی دو دہائیوں سے سخت اذیت پہنچائی جا رہی ہے۔ یہ رپورٹ اردو روزنامہ ڈان میں شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان سرکار نے بین الاقوامی سول سیاسی معاشی سماجی اور کلچر حقوق کے قواعد و ضوابط منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۴ء میں جب پاکستان کا آئین خطرے میں تھا اس وقت کے مارشل لا ایڈ منسٹریٹر جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت احمدیوں کے مذہبی حقوق ختم کر دیئے اور احمدیہ فرقہ اگر کوئی مذہبی سلسلہ جاری رکھتا ہے تو اسے قابل سزا جرم قرار دے دیا اس وقت سے قانون کی آڑ میں پاکستان نے انسانی حقوق کی زبردست پائمالی شروع کر دی جو کہ پاکستانی آئین میں مذہبی آزادی۔ آزادی تقریر اور شہریوں کی برابری کے لئے جو تحفظ تھا اس کی خلاف ورزی کرنا شروع کر دی۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اتحادی سبھا کے انسانی حقوق کے چارٹر کی دھارا کے تحت سرکار اس بات کی پابند ہے کہ وہ اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت کرے لیکن سرکار بری طرح ایسی حفاظت کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اور اقلیتوں کے حقوق کی جو زبردست خلاف ورزی ہو رہی ہے کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

امریکہ کے محکمہ خارجہ کی پاکستان میں انسانی حقوق پر رپورٹ پر روزنامہ ڈان لکھتا ہے کہ مذہبی اقلیتی گروپوں کے ساتھ نوکریوں اور برابری کے سلسلہ میں زبردست تکرار کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن نے اس پر کئی بار تشویش ظاہر کی لیکن اس کے باوجود پاکستان کے قانون میں مذہب کے آدھار پر عیسائیوں سے خاص طور پر و تکرار کیا جا رہا ہے نوکری ملنا مشکل ہو کے رہ گیا ہے۔

احمدیہ فرقہ کے لوگوں کو ہراساں کیا جاتا ہے اور و تکرار بھی ان کو پبلک سیکٹر میں آگے بڑھنے کے محدود مواقع ہیں۔ نوجوان احمدی اور ان کے والدین اچھے کالجوں میں داخلہ کے لئے بڑھتی ہوئی مشکلات کی شکایات کرتے ہیں جس کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ان فرقوں کے لوگوں کو بدیش جانا پڑتا ہے۔ امریکہ کے محکمہ خارجہ کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ۱۹۹۳ء میں بھی انسانی حقوق کے حالات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور کئی علاقوں میں سنگین مسائل کا سامنا ہے۔ سیاسی مخالفوں کے لئے سرکار کی طرف سے ہراساں کرنا اس سال کم ہوا ہے لیکن سندھ کی ایک پارٹی کے خلاف ظلم و تشدد جاری ہے۔ یکطرفہ طور پر نظر بندی گرفتاری مار دھاڑ اور دیگر لعنتوں کا سلسلہ جاری ہے اور ایک سنگین مسئلہ بن کے رہ گیا ہے اور پولیس اور جوڈیشل سسٹم میں ریفارم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی اس بارے غور کیا گیا ہے۔ کہ جو ان بدعتوں کے لئے ذمہ دار ہیں انہیں پکڑ کر سزا دی جائے اور غیر مسلموں کے ساتھ و تکرار کا سلسلہ جاری ہے پاکستان میں عورتوں کا درجہ بہت گھٹیا رکھا گیا ہے اور بچہ اور بندی لیبر کا سلسلہ جاری ہے ایک مثال دی گئی ہے کہ عیسائی سکول ٹیچر نجیب احمد کو اس کے سکول کے سامنے ہی ایک کٹر پنتھی مسلمان نے نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا۔ جرم کرنے کے بعد قاتل نے اس ٹیچر کی لاش پر ڈانس کیا اور پولیس اور مسلم مذہبی لیڈروں نے ان کو پنوما چاٹا اسے ہیرو قرار دیا مقامی وکلا نے اسے فری قانونی مشورہ کی پیشکش کی اور دیہاتیوں نے اس پر سوالوں کی برسات کی۔

(ہند سماچار جالندھر ۹۴/۵/۲۱)

حصول آزادی میں امبیڈکر کا کوئی حصہ نہیں۔ شنکر اچاریہ

بھوپال ۲۰ مئی (وارتا) جیتش پیٹھ اور دوارکا پیٹھ کے شنکر اچاریہ سوامی سوردیا نند سرسوتی نے کہا ہے کہ آج جو لوگ اپنے آپ کو امبیڈکر کے چیلے مانتے ہیں اور گاندھی جی کے ذریعہ دلتوں کو دئے گئے "ہریجن" لفظ کی مذمت کرتے ہیں انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ بھارت کی آزادی میں امبیڈکر کا کوئی حصہ نہیں ہے اور یہ کہ وہ تحریک آزادی میں ایک دن کے لیے بھی جیل نہیں گئے .....

انہوں نے کہا کہ انگریز چونکہ بھارت کو آزاد نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے آزادی کی راہ میں روڑے اٹکانے کے لئے انہوں نے ہریجنوں میں امبیڈکر، سکھوں میں سے ماسٹر تارا سنگھ اور مسلمانوں میں سے محمد علی جناح کو لیڈر کے طور پر کھڑا کیا تھا۔

(روزنامہ ٹریبیون چنڈی گڑھ ۹۴/۵/۱۲)

حاملہ عورتوں کو وید نہ پڑھنے کا مشورہ

۸ مئی کو ملک کے اخبارات میں شنکر اچاریہ کا ایک بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ عورتیں وید نہ پڑھیں اس سے ان کے ہونے والے بچے پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔ اس بیان پر راجیہ سبھا نے شنکر اچاریہ جی کے اس خیال کی مذمت کی درج ذیل خبر ملاحظہ فرمایئے:-

راجیہ سبھا میں شنکر آچاریہ پر نکتہ چینی۔ نئی دہلی ۱۰ مئی (یو۔ این۔ آئی) آج راجیہ سبھا میں شریمتی دینا ورما (کانگرس آئی) نے شنکر آچاریہ کے اس بیان پر نکتہ چینی کی کہ حاملہ عورتیں ویدوں کا اچارنہ کریں۔ کیونکہ اس سے بچہ کی صحت پر برا اثر پڑے گا۔ دے کمار ملہوترہ (بھاجپا) نے کہا کہ ویدوں کے بارے شنکر آچاریہ کے نظریات قابل قبول نہیں۔

(ہند سماچار ۱۱ مئی ۱۹۹۴ء)

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع کریں۔
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۹۹۷۲ — میں امۃ الرشید راشدہ زوجہ مکرم محمد اسد اللہ صاحب شاہ قوم احمدی پیشہ امور خانہ داری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{18}{4}$ ۹۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی بعد وفات $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) کانٹے طلائی ۷۰۰ء۳ گرام موجودہ قیمت ۱۲۰۰/- روپے (۲) ناک کا پھول طلائی $\frac{1}{2}$ گرام قیمت ۳۰/- روپے۔ (۳) نقرئی ہار ایک عدد ۲ تولے موجودہ قیمت ۱۸۰/- روپے (۴) کڑا ایک جوڑی نقرئی $\frac{1}{2}$ ۱ تولے قیمت ۱۳۵/- (۵) انگوٹھی نقرئی ۵ گرام قیمت ۱۵/- روپے (۶) حق مہر بذمہ خاوند ۶۰۰/- روپے اس کے علاوہ میری مزید کوئی جائیداد نہیں۔ میری ماہوار گھریلو آمد بمطابق خورد و نوش ۲۰۰/- روپے ہے۔ میں اپنی مذکورہ جائیداد یا آمد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
اسد اللہ شاہ موصی قادیان	امۃ الرشید راشدہ قادیان	ظہیر احمد خادم موصی قادیان

وصیت نمبر ۱۹۹۶۹ — میں پی اے محمد سلیم ولد مکرم پی کے حیدروس صاحب قوم مسلم پیشہ طالب علم وقف جدید عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت $\frac{9}{89}$ ساکن کوڈنگالور ڈاکخانہ کنڈم کلم ضلع ترچور صوبہ کیرلہ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{92}$ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اس وقت خاکسار وقف جدید بیرون کے ماتحت معلم ٹریننگ کر رہا ہے جس سے مبلغ ۱۰۰/- روپیہ وظیفہ ماہوار ملتا ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہو گی) $\frac{1}{10}$ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ایم ابوبکر مبلغ سلسلہ	پی اے محمد سلیم	ملک محمد مقبول طاہر قادیان

اعلان نکاح

مکرم شیخ وسیم احمد صاحب ابن مکرم شیخ منظور شیخ صاحب ساکن کٹنڈ امن کھڑک (اڑیسہ)

کا نکاح مکرمہ شہناز نور بنت مکرم نور الحق صاحب ساکن بینکال ضلع کٹک کے ساتھ مبلغ پچیس ہزار پانچ صد ایک روپیہ حق مہر پر مورخہ $\frac{5}{92}$ ۱۶ بعد نماز عصر بینکال میں خاکسار نے پڑھا اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے قارئین بدر سے درخواست دعا ہے۔
(اعانت بدر ۲۵/- روپے) (شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ کھڑک)

دُنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا

فرمانِ نبوی ؐ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو پانی پر چل سکے اور اس کے قدم تر نہ ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا تو کوئی نہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا اسی طرح دنیا دار شخص گناہوں سے سلامت نہیں رہ سکتا۔ یعنی جس طرح یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی شخص ننگے پیر پانی میں چلے اور اس کے پیروں میں پانی نہ لگے اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ شخص جس کی زندگی محض دنیا پرستی ہو اور حرص و مال و متاع کے جمع کرنے میں خرچ ہو وہ گناہوں سے بچ سکے۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرقاق)

وصیت نمبر ۱۹۹۷۰ — میں بشیرا بیگم بیوہ مکرم قمر الدین صاحب دہلوی درویش مرحوم قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{91}$ ۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد میں صرف ایک جوڑا نقرئی پازیب دس تولہ ہے۔ جس کی موجودہ قیمت اندازاً مبلغ سات صد روپیہ ہے۔ میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اس کے علاوہ مجھے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مبلغ ۲۵۴/- روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جملہ آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی آمد یا جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہو گی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید صباح الدین قادیان	بشیرا بیگم قادیان	قاضی شاہد احمد

وصیت نمبر ۱۹۹۷۱ — میں فہمیدہ خانم بنت مکرم ماسٹر محمد یوسف صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر $\frac{5}{6}$ ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{90}$ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) ناک کا پھول طلائی قیمت ۳۵/- روپے (۲) گھڑی ایک عدد ۲۰۰/- روپے محترم والد صاحب مرحوم کا ایک مکان ہے جس میں سارے بچے حقدار ہیں ابھی اس کی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ جب اس کی تقسیم ہو گی جو حصہ میرے حصہ میں آئے گا اس کا حصہ وصیت انشاء اللہ ادا کیا جائے گا۔ اور دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں۔ میں ماہوار خورد و نوش (کھانے پینے) کے اخراجات پر مبلغ ۱۵۰/- روپیہ حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر قادیان	فہمیدہ خانم قادیان	عبد المالک قادیان

وصیت نمبر ۲۷۹۴۱ — میں سید طارق احمد ولد مکرم سید فضل احمد صاحب قوم سید پیشہ سرکاری ملازمت عمر ۳۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ویسٹ قدوائی نگر دہلی ضلع نئی دہلی صوبہ دہلی۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲/۹۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ماہانہ آمد بذریعہ تنخواہ مبلغ ۶۰۰۰ چھ ہزار روپے ہے۔ اس میں انکم ٹیکس شامل نہیں ہے۔ اس پر میں ۱/۱۰ فیصد کو بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ فی الحال مزید کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آئندہ جب بھی کوئی جائیداد ہوگی یا میری تنخواہ میں اضافہ ہوگا میں دفتر بہشتی مقبرہ کو اس بارہ میں مطلع کروں گا۔ اور اس پر ۱/۱۰ فیصد تازیست داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ

نیز میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ فیصد کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

علاوہ ازیں میرے پاس ۸۰۰/- روپیہ کا ۱۱۰۲۰۱ (M.E.P) کا شیئر ہے۔ جماعتی قوانین کے مطابق جو فیصلہ اس پر صدر انجمن احمدیہ کرے گی مجھے قبول ہوگا۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
انصار احمد صدر جماعت دہلی	سید طارق احمد دہلی	شہید عزیز احمد مبلغ سلسلہ

دعائے مغفرت

افسوس! میرے والد مکرم شیخ محی الدین صاحب چیدُوری ایک لمبی علالت کے بعد مورخہ ۵/۴/۹۴ کو وفات پا گئے۔

محترم والد صاحب مرحوم ۱۹۵۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ قبول احمدیت کے بعد تبلیغ کا اس قدر جوش و جذبہ تھا کہ اکیلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم اشعار پڑھتے ہوئے تبلیغ سفر پر نکل جاتے تھے۔ آخری دم تک یہی آواز تھی کہ لوگوں کو کب ہدایت نصیب ہوگی۔ والد صاحب کی تبلیغ کی وجہ سے اکثر رشتہ داروں نے احمدیت بھی قبول کی اور بعض تبلیغ سے متأثر ہیں۔

صوم و صلوٰۃ کے نہایت ہی پابند اور نظام سلسلہ سے پوری وابستگی رکھنے والے تھے۔ والد صاحب مرحوم کی بلندئی درجات نیز لواحقین کے صبر جمیل کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔

(شیخ مبین احمد شیموگہ)

افسوس! خاکسار کے والد مکرم شیخ رئیس الدین صاحب بھدرک ۵/۴/۹۴ کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم نے قبول احمدیت کے بعد سخت مخالفت کا سامنا کیا یہاں تک کہ بیچم باڑی سے ہجرت کر کے بھدرک آئے۔ مرحوم نیک مخلص اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ تبلیغ کا بہت جذبہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(شیخ رحمت اللہ بھدرک۔ اڑیسہ)

افسوس! محترم مولانا سمیع اللہ صاحب قیصر سابق مبلغ سلسلہ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

افسوس! محترم مولانا سمیع اللہ صاحب قیصر سابق مبلغ سلسلہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم بھاگلپور (بہار) کے محلہ حنیفیہ نگر میں مولوی عبد الرحیم صاحب کے ہاں ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے محلہ میں حاصل کی۔ ہندی تعلیم کے لئے وہ ہندو یونیورسٹی بنارس گئے۔ یہاں سے ہندی کی ڈگری حاصل کی۔ دینی تعلیم بھی ابتداء میں اپنے محلہ کے مدرسہ میں حاصل کی اور بعد میں دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور دیوبند سے فاضل کی ڈگری لی۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ سیاست میں رہے۔ اور تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ آپ کو شاندار قوت گویائی بخشی گئی تھی۔ اسی دوران آپ قادیان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ سے ملاقات ہوئی اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ اور سیاست سے دست بردار ہو گئے۔

۱۹۴۷ء کے بعد آپ مستقل طور پر قادیان آئے اور مبلغین لائن اختیار کر کے اسلام و احمدیت کی تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اس دوران آپ نے بہار، رانچی اور خصوصاً عروس البلاد بمبئی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ بہترین بے باک مقرر اور اعلیٰ قسم کے مضمون نگار اور رائٹر تھے۔ آپ کے شاندار علمی مضمون بدر میں شائع ہوتے رہے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مختلف کانفرنسوں میں آپ نے تقاریر کیں۔ تاریخ اور عیسائی لٹریچر پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ ۱۹۶۷ء میں پوپ پال کی آمد پر آپ نے شاندار کام کیا۔ جس پر عیسائیوں نے حملہ بھی کیا۔ اور آپ کو زدوکوب کیا گیا۔ بمبئی انٹرنیشنل شہر میں آپ نے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں سے رابطہ کیا اور احمدیت سے متعارف کروایا۔

خاکسار کے بمبئی قیام ۱۹۸۵-۸۷ء میں غیر معمولی تعاون کیا اور مختلف مقامات پر وہ تبلیغ کے لئے جاتے رہے۔ درمیان میں ان پر ابتلاء بھی آیا۔ آخر میں انجام بخیر ہوا۔ مرحوم مرنجا مرنج طبیعت کے حامل تھے۔ آپ نے کئی علمی کتابیں بھی رقم کیں۔ مرحوم نے بمبئی میں ہی مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(بشارت احمد بشیر سابق انچارج مشن بمبئی حال نزیل قادیان)

بنگال میں سات سو پینتالیس (۷۴۵) افراد کا قبول احمدیت

الحمد للہ ماہ اپریل اور مئی کے اوائل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سات سو پینتالیس افراد نے احمدیت قبول کی جب کہ چھ خطیبان مساجد نے بھی حق کو قبول فرما لیا اور چار مساجد اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائیں اور دو مدرسے عمارتوں اور طلباء سمیت ہمیں مل گئے۔ جبکہ امسال ۱۳۰۴ افراد نے بنگال میں بیعتیں کیں اور ۹ نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا اور دارجلنگ جو اپنی خوبصورتی اور چائے کے باغات کے لئے یکتا ہے وہاں بھی ایک بڑی جماعت اللہ تعالیٰ نے بنا دی ہے۔ محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت بنگال اور خاکسار خادم سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ مسلسل اور تکلیف دہ سفر اختیار کئے۔ بعض علاقوں میں محترم مولانا عبد المومن صاحب راشد مبشر الاسلام کھوٹان نے بھی تعاون فرمایا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ ماہ مئی کے اوائل میں ۸ مئی کو خاص طور پر ضلع مالدہ کے مقام قطب گنج جہاں حنفی مسلک کا بہت بڑا مدرسہ ہے تمام اساتذہ اور ڈیڑھ صد طلباء سے رات کے دو بجے تک فیصلہ کن مباحثہ ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم اور احادیث کے پرشوکت دلائل کے سامنے یہ مولوی صاحبان عاجز آ گئے۔ اس دورہ میں قریہ قریہ منزل ۹

۹ بہ منزل پہنچ کر احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ (الحمد للہ)

آج ہمارے آقا کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ اگر ہم نے قدم بڑھانے میں سستی کی تو کوسوں پیچھے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعوت الی اللہ کے فریضہ کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور نومبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

حمید الدین شمس
مبلغ سلسلہ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ اگر آپ اس سچے وجود سے محبت رکھتے ہیں لیکن سچ سے نفرت کرتے ہیں تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑوں کا ادب کرنے والے، چھوٹوں پر شفقت کرنے والے اور ہر معاملہ میں ایثار دکھانے والے اور بے انتہا منکسر المزاج تھے۔ اور آپ ان صفاتِ حسنہ سے دُور ہیں تو یہ محض ایک وہم ہوگا کہ کوئی ان اخلاقِ محمدی سے دُور رہ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرب کو حاصل کر سکتا ہے۔ محض محمد رسول اللہ کا نعرہ لگا دینا محمد رسول اللہ کے قریب نہیں کر سکتا۔ محض اللہ اکبر کا نعرہ لگا دینا اللہ کے قریب نہیں کر سکتا۔ صفاتِ الٰہی جب بندوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں تو پھر وہ اپنے خدا کے قریب ہوتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ صفاتِ الٰہی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوئیں۔ آپ ان صفات کی تلاش کریں۔ ان صفات سے ایسا عشق کریں کہ آپ ان کو اپنائے بغیر چین نہ پائیں۔ اور جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اپناتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ اپنے بھائی سے دُور نہیں ہوتا بلکہ تمام اہلِ دُنیا کو اپنا قریبی سمجھتا ہے۔ اور یہی وہ اخوّت ہے جس کی طرف قرآنِ کریم آپ کو بار بار بُلا رہا ہے۔ اور یہی وہ اُمّتِ محمّدیہ ہے جس کی طرف آپ منسُوب ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جس امام کی بعثت کی خبر دی تھی، اُس امام کے آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ منتشر اور بکھرے ہوئے لوگوں کو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وجود کے ساتھ منسلک کرے اور ایک بنا دے یہاں تک کہ وہ جمعیت جو دُنیا سے جاتی رہی وہ پھر دوبارہ اسلام کو نصیب ہو۔ حضور نے فرمایا اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک جمعیت بننے کی ضرورت آج پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب اس تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ دُشمن ہکا بکا ہو گیا ہے۔ شرارت کے منصُوبے بنا رہا ہے۔ حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔ حکومتوں کی سطح پر مشورے ہو رہے ہیں۔ اور ہمیں اللہ کے فضل سے ان کی اطلاعیں ملتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دُشمن کی ایک کوشش یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی آیات کے غلط مطالب نکال کر افرادِ جماعت کو دھوکا دینے کی کوشش کریں۔

حضور نے فرمایا: سب سے ضروری امر یہ ہے کہ ایک ایک خُلقِ محمّدی پر غور کریں۔ ایک ایک نصیحت پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس قدر آپ پر چسپاں ہو رہی ہے۔ جہاں جہاں چسپاں ہو رہی ہے وہاں وہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا تعلق ہوگا اور جہاں جہاں نہیں ہو رہی وہ خلا ہیں۔ پس ان خلاؤں کو پُر کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ یہ خلا بعض دفعہ قائم تعلقات کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مومن دُوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے۔ اور ایک مومن دُوسرے مومن کا بھائی ہے۔ اپنے بھائی کا مال و متاع ضائع کرنے سے بچو۔ اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال کی دیکھ بھال کرو۔ اس حدیث کی نہایت جامع تشریح حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی۔ اور احبابِ جماعت کو اِن اخلاقِ محمّدی پر عمل کرنے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ اِن اخلاقِ حسنہ کی حفاظت کریں۔ یہی اخلاقِ حسنہ آپ کو زندگی بخشیں گے۔ خُدا کرے کہ ایسا ہی ہو ۛ

درخواستِ دُعا

مکرم محمود احمد صاحب پرویز سیکرٹری مال کالا بن لوہارکہ اپنی مشکلات اور پریشانیوں کے ازالہ، مقصد میں کامیابی، دینی و دُنیوی ترقیات اور بھائی بہنوں کی امتحان میں کامیابی کے لئے نیز کالابن لوہارکہ کے کئی خدام بے روزگار ہیں انہیں بہتر اور بابرکت روزگار مہیا ہونے کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

مدرسہ احمدیہ قادیان کا سالانہ ٹورنامنٹ اور تقریب تقسیم انعامات

مرتبہ: قریشی محمد فضل اللہ مُدرّس مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا پانچواں سالانہ ٹورنامنٹ ۲۷ تا ۳۰ مارچ ۹۴ء کامیابی کے ساتھ انعقاد پذیر ہُوا۔ الحمد للہ۔ سالانہ ٹورنامنٹ اور طلباء کے تعلیمی و تربیتی معیار کو بڑھانے کیلئے محترم ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ نے باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کے صدر مکرم ماسٹر مبشر احمد صاحب بٹ ایم۔ اے۔ ہیں ـــــ طلباء کو چار گروپ دیانت کرامت۔ شرافت اور ذہانت میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر گروپ کے طلباء اپنے نگران اُستاد کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں۔ ٹورنامنٹ کے پروگرام مختلف شعبہ جات میں تقسیم کئے گئے تھے جن کی انجام دہی اساتذہ و طلباء نے خوش اسلوبی سے کی۔

افتتاحی تقریب کا آغاز مدرسہ احمدیہ کے ہال میں سوا نو بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیرِ صدارت عمل میں آیا۔ صدر محترم کے ساتھ ہی محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی قائم مقام ناظر تعلیم اور محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ رونق افروز ہوئے۔ تلاوتِ قرآنِ مجید مع ترجمہ اور نظم خوانی کے بعد محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد ٹورنامنٹ کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور ضروری امور بیان کرتے ہوئے درپیش مشکلات کا ذکر کیا۔

محترم ناظر صاحب تعلیم کے مختصر خطاب کے بعد صدرِ مجلس نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ٹورنامنٹ کا موقع ایک جائزہ کا وقت ہوتا ہے۔ اس میں دیکھنا چاہیئے کہ ہمارا معیار پہلے کی نسبت کتنا آگے بڑھا ہے۔ اگر کمی آئی ہے تو اس کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور پہلے سے بہت بڑھ کر کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ سے بہت اچھے کھلاڑی، مناظر اور عالمِ دین نکلتے رہے ہیں۔ آپ بھی اپنے عزموں کو بلند کرتے ہوئے محنت اور دعا سے کام لیں۔ آخر پر آپ نے دُعا کرائی بعد ازاں باقاعدہ علمی مقابلہ جات کا آغاز ہُوا۔

تینوں روز صبح علمی اور شام کے وقت ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے مقابلہ حُسنِ قرأت۔ تقاریر عربی۔ اُردو اور انگریزی۔ بیت بازی۔ انفرادی و اجتماعی نظم خوانی۔ کوئز۔ جیولن تھرو۔ ڈسکس تھرو۔ لانگ جمپ۔ نیشنل کبڈی۔ کراس کنٹری ریس۔ ۱۰۰ میٹر کی دوڑ۔ والی بال۔ فٹ بال۔ رسہ کشی۔ کرکٹ شو میچ۔ علاوہ ازیں دورانِ اجلاس مختلف تفریحی آئیٹم پیش کئے گئے۔

جملہ پروگراموں میں طلباء نے بذوق و شوق حصہ لیا۔ وقت اور ڈسپلن کی پابندی کی۔ ٹورنامنٹ کے اختتام پر ۳۰ مارچ کو صبح ۱۰ بجے ایک ٹی پارٹی کی گئی جس میں مہمانانِ خصوصی کے علاوہ طلباء نے بھی شرکت کی۔

۱۴ مئی کو مدرسہ احمدیہ کی تقسیمِ انعامات اور درجہ ثالثہ کی الوداعیہ تقریب زیرِ صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدرسہ احمدیہ کے ہال میں عمل میں آئی۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے خطاب کرتے ہوئے مدرسہ احمدیہ کی مختصر تاریخ کے ساتھ دورانِ سال کا تعلیمی و تدریسی جائزہ پیش فرمایا۔ ازاں بعد عزیز فخر احمد چیمہ متعلم درجہ ثانیہ نے طلباء مدرسہ احمدیہ کی نمائندگی میں درجہ ثالثہ کے طلباء کو الوداعیہ ایڈریس پیش کیا۔ جس کا جواب عزیز ظفر احمد گلبرگی متعلم درجہ ثالثہ نے پیش کیا۔

محترم جمیل احمد صاحب ناصر ناظر تعلیم نے اپنے خطاب میں انعام کے حقدار قرار پاتے والے طلباء کو مُبارکباد دی اور ارشادِ خداوندی فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ زندگی میں کئی مواقع ایسے آتے ہیں کہ انسان صرف ذاتی محنت سے ہی آگے بڑھ سکتا ہے۔ بعض مواقع ایسے آتے ہیں کہ دُوسروں پر انحصار ہوتا ہے۔ اور تعلیمی میدان میں سبقت لے جانا مؤخر الذکر نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک انتظامات کا ہمارے ساتھ تعلق ہے ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ آپ کی ضروریات پُوری ہوں۔

محترم ناظر صاحب تعلیم کے خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے دورانِ سال علمی و ورزشی مقابلہ جات۔ سو فیصد حاضری۔ انعامی مقالہ نویسی اور کلاسز میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے۔ امسال بہترین طالبِ علم کا انعام عزیز قمر الحق اور بہترین کھلاڑی کا انعام عزیز کے۔ ایم۔ ناصر احمد نے حاصل کیا۔ آخر پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان جس قدر محنت کرتا ہے اُسے اتنا ہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ علم کے حصول کے ساتھ صحت کو بہتر رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر محنت کے ساتھ دُعا سے بھی کام لیں گے تو نتائج بہت بہتر ہو جاتے ہیں۔ جن عزیزوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں مبارک کرے۔ جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کے لئے میدان کھلا ہے۔ آپ نے

(باقی دیکھئے کالم ۱، ۲ نیچے صفحہ ہذا)

فرمایا کہ ہمارے سپرد بہت کام ہیں۔ حضور انور دعوت اِلی اللہ کے لئے بار بار توجہ دلا رہے ہیں۔ اور یہ کام بہت وسیع ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان خدا کی ودیعت ہے جو حیرت انگیز کام کی توفیق دیتا ہے۔ ابتداء میں مشکلات ہوتی ہیں لیکن اگر آپ دِلوں میں گھر کر لیں گے، قول و عمل اور دُعا سے کام لیں گے تو خدا تعالیٰ غیر معمولی برکت دے گا۔

آخر پر آپ نے دُعا کرائی۔ اس موقعہ پر طلباء کی طرف سے ضیافت کا انتظام بھی کیا گیا تھا جس میں تمام حاضرین نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام طلباء کو عالم باعمل بنائے اور مقبول خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق دے۔

ہفتہ قرآنِ مجید

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش ہے کہ اِمسال ہفتۂ قرآنِ مجید یکم تا سات جولائی ۹۴ء کی تاریخوں میں منعقد کرنے کا اہتمام کریں۔ تقاریر کے لئے بعض عنوان درجِ ذیل ہیں:۔

● قرآنِ مجید ایک دائمی اور عالمگیر شریعت ہے۔ ● قرآن مجید کی عظمت و شان۔ ● قرآنِ مجید کے دنیا پر احسانات۔ ● ہستی باری تعالیٰ اور قرآن مجید۔ ● قرآن کریم کی تعلیم عالمِ آخرت کے متعلق۔ ● قرآن کریم کی رُو سے معرفتِ الٰہی کے حصول کے ذرائع۔ ● قرآنِ کریم میں جملہ الہامی کتب کی قائم رہنے والی صداقتیں موجود ہیں۔ ● قرآنِ کریم کی رُو سے اعمالِ صالحہ اور ذکرِ الٰہی کی ضرورت و اہمیت۔ ● فلاح و نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ ● تربیتِ اولاد اور اطاعتِ والدین کے متعلق قرآنی تعلیمات۔ ● لقائے الٰہی کے متعلق قرآنِ مجید کی راہنمائی۔

تمام عہدیدارانِ جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ "ہفتۂ قرآنِ مجید" کو پورے اہتمام سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور جلسوں میں احبابِ جماعت مرد و زن اور بچوں کو شریک کرکے قرآنِ کریم کے معارف سے آگاہ کریں۔ نیز رپورٹیں نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اجتماعات مجالسِ انصار اللہ بھارت

مجالسِ انصار اللہ صُوبہ بنگال۔ کرناٹک و آندھرا پردیش کے اجتماعات درجِ ذیل تاریخوں میں منعقد ہو رہے ہیں:۔

(۱)۔ آل بنگال اجتماع انصار اللہ بمقام ہوگلہ مورخہ ۱۸-۱۹ر جون ۹۴ء
(۲)۔ آل کرناٹک " " " بنگلور " ۲۶ر جون ۹۴ء
(۳)۔ آل آندھرا " " " حیدرآباد " ۱۰ر جولائی ۹۴ء

مذکورہ علاقوں کے تمام اراکینِ مجالس سے اپنے اپنے صُوبائی سالانہ اجتماعات کو کامیاب بنانے کی درخواست ہے۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

درخواستِ دُعا

مکرمہ صبیحہ ظفر صاحبہ اپنی صحت و تندرستی اور دہلی تبادلہ بابرکت ہونے کے لئے احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (ادارہ)

ارشادِ نبوی ﷺ
اِحفَظْ لِسَانَكَ
(تو اپنی زبان کی حفاظت کر)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

طالبِ دُعا:۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHARLAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA — 700087

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN -143516.

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS. POUCHES.
Contact :- TAAS & CO.
P, 48. PRINCEP STREET, CALCUTTA -700072
PHONES:- 263287, 279302.

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

NEVER BEFORE
GUARATED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
AIR
Soniky
HAWAI
A Treet for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD. CALCUTTA -15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز
کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔
43-4028 -5137 -5206